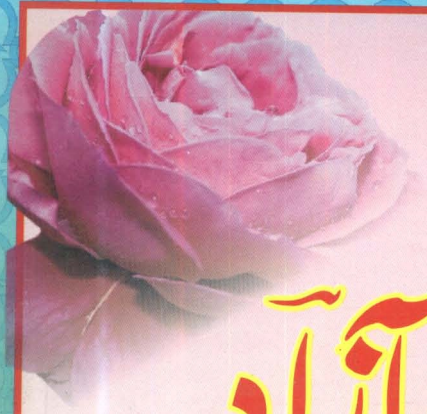

سیرتِ آزاد

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ:
مولانا عبدالمجید خادم سوھدروی

مسلم پبلیکیشنز
۳۹۹/ای - اندرون موچی گیٹ - لاہور
سوھدرہ (ضلع گوجرانوالہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سیرتِ آزاد

مرتبہ:
مولانا عبدالمجید خادم سوھدروی

مسلم پبلیکیشنز
۳۹۹/ای - اندرون موچی گیٹ - لاہور
مسلمان کمپنی سوھدرہ (ضلع گوجرانوالہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزاد

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب	سیرت آزاد
طابع	محمد ادریس فاروقی
مطبع	احد پرنٹنگ پریس
طبع	1100

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر.....1734.....

مسلم پبلیکیشنز
۳۹۹/ای۔ اندرون موچی گیٹ۔ لاہور

مسلمان کمپنی سوھدرہ (ضلع گوجرانوالہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	پیش گفتار (محمد ادریس فاروقی)	۶
۲	تعارف (عبدالرشید عراقی)	۸
۳	آزاد نمبر (عبدالمجید خادم)	۱۴
۴	آزاد کی یاد (نظم)	۱۶
۵	آغازیہ	۱۹
۶	ولادت باسعادت	۲۱
۷	حسب و نسب	۲۲
۸	تحصیل علوم	۲۲
۹	آپ کی ذہانت	۲۳
۱۰	علوم جدیدہ مغربیہ	۲۴
۱۱	خلوت پسندی	۲۵
۱۲	سحر خطابت	۲۵
۱۳	جادو نگاری	۲۶
۱۴	اوصاف و خصائل	۲۷
۱۵	تردید بدعات	۲۹
۱۶	تقلید سے نفرت	۳۳
۱۷	اتباع کتاب و سنت	۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸	عشق قرآن	۶۱
۱۹	آزاد کا تفقہ فی القرآن والحدیث	۴۶
۲۰	حدیث سے شیفتگی	۵۴
۲۱	بحث و مناظرہ	۵۸
۲۲	اعلائے کلمتہ الحق	۶۰
۲۳	ترجمان القرآن	۶۲
۲۴	تبلیغ و اشاعت دین	۶۷
۲۵	جیل کی کال کوٹھریوں میں دعوت و تبلیغ	۶۸
۲۶	اہل حدیث اجتماعات میں شرکت	۶۸
۲۷	داخلی اور خارجی تبلیغ	۶۹
۲۸	غیر مسلم تحریکات کا انسداد	۷۰
۲۹	اخلاقی تبلیغ	۷۱
۳۰	احکام اسلام کی پابندی	۷۲
۳۱	نماز	۷۲
۳۲	روزہ	۷۴
۳۳	پردہ	۷۵
۳۴	تصویر	۷۶
۳۵	سیاسی نظریات	۷۷
۳۶	عالمگیر وطنیت	۷۷
۳۷	اسلامی ممالک مفتوحہ	۷۸
۳۸	ہندوستان کی پوزیشن	۷۹
۳۹	علمائے ہند کا انگریزوں اور سکھوں سے جہاد	۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۰	آزاد کا نظریہ سیاست	۸۱
۴۱	احیائے قوم و ملت	۸۲
۴۲	صور اسرافیل	۸۲
۴۳	جہاد کی ترغیب	۸۳
۴۴	پیام بیداری	۸۴
۴۵	عدالتی بیان	۸۵
۴۶	اسلامی خلافت کا قیام	۸۶
۴۷	اعلان حقیقت	۸۷
۴۸	علامہ اقبال کا تصور خلافت	۸۹
۴۹	مولانا آزاد کا تخیل خلافت	۹۰
۵۰	تحریک خلافت اور کانگرس	۹۱
۵۱	تحریک خلافت کی روح رواں	۹۱
۵۲	مولانا آزاد کی مساعی	۹۲
۵۳	حریت کش سازشیں	۹۳
۵۴	آزاد کی جرأت و ہمت	۹۳
۵۵	کانگرس کی صدارت	۹۴
۵۶	مسلمانوں کی علیحدگی	۹۵
۵۷	آزاد کی استقامت	۹۵
۵۸	کانگرس کے اجلاسوں میں مولانا آزاد کا آوازۂ حق	۹۶
۵۹	مولانا آزاد اور پاکستان	۱۰۱
۶۰	آفتاب علم و حکمت کا غروب	۱۰۲
۶۱	تاریخ ہائے وفات مولانا ابو الکلام آزادؒ	۱۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش گفتار

مولانا ابوالکلام آزاد کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آپ ایک منفرد حیثیت کے حامل تھے۔ آپ علوم اسلامیہ کے بحر ذخار تھے۔ تصانیف چھوڑیں' تو اس قدر عمیق کہ علوم اسلامی اور تاریخ و ادب کے غواص ان میں غوطہ زنی کر کے حقائق و معارف کے موتی نکالتے رہیں گے۔ اور علمی بازار کی رونق بڑھاتے رہیں گے۔

مولانا ابوالکلام آزاد اپنے علمی تبحر اور علم و فضل کے ساتھ جامع الکمالات شخصیت کے حامل تھے۔ وہ بیک وقت مفسر قرآن بھی تھے۔ اور محدث بھی۔ مؤرخ بھی تھے اور محقق بھی' متکلم بھی تھے اور فلسفی بھی۔ فقیہ بھی تھے اور معلم بھی۔ ادیب بھی تھے اور شاعر بھی۔ نقاد بھی تھے اور دانشور بھی۔ سیاستدان بھی تھے اور مبصر بھی۔ غرض ان کے رہوار قلم کی جولانیوں سے کوئی میدان بھی محروم نہیں رہا۔ ادب و تنقید کا میدان ہو' یا تاریخ و سیر کا' قرآن مجید کی تفسیر ہو یا حدیث نبوی ﷺ کی تشریح و توضیح' سیاسی موضوعات ہوں یا دقیق علمی مباحث' ہر موضوع پر ہر وقت ان کا اشہب قلم یکساں جولانی دکھاتا تھا۔ اور ان سب تخلیقات کے پس منظر میں مولانا ابوالکلام آزاد کی رنگا رنگ شخصیت قوس و قزح کی طرح نمایاں رہتی ہے۔ ان میں اعتدال و توازن بدرجہ اتم موجود تھا۔ خود آرائی سے نفرت' انکسار' تواضع' سادگی' خاکساری' حق گوئی' عالی ظرفی' ثابت قدمی' خوش طبعی' شگفتہ مزاجی' کثرت مطالعہ' ذوق تحقیق اور فکر جستجو' مولانا آزاد کی سیرت و کردار کے نمایاں جوہر تھے۔ ان کے عکس ضوبار سے ان کی کوئی تصنیف خالی نہیں ہے۔

ترجمان القرآن ہو یا تذکرہ' غبار خاطر ہو یا کاروان خیال' قول فیصل ہو یا افسانہ ہجر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و وصال' نقش آزاد ہو یا تبرکات آزاد' مولانا ابوالکلام آزاد کی منفرد و جامع شخصیت کے نقوش ہر جگہ پر تو فگن ملیں گے۔

۲۲ فروری ۱۹۵۸ء کو مولانا ابو الکلام آزاد نے رحلت فرمائی۔ ان کے انتقال پر برصغیر (پاک و ہند) کے اخبارات و رسائل نے اداریے اور شذرات لکھے۔ اور بعد میں ان کی یاد میں خصوصی نمبر بھی شائع کئے۔ (ملک عبدالرشید صاحب عراقی نے اپنے مضمون "تعارف" میں بعض اخبارات و رسائل کے خصوصی نمبروں کی فہرست دی ہے)

جد محترم مولانا المجید سوہدروی کو مولانا ابوالکلام آزاد سے خصوصی تعلق تھا۔ ایک دو دفعہ ان سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ موصوف کے انتقال کے بعد مولانا سوہدروی نے ستمبر ۱۹۵۹ء میں جریدہ اہل حدیث سوہدرہ کا آزاد نمبر' ۴۴ صفحات پر مشتمل شائع کیا۔ یہ نمبر ملک کے دوسرے اخبارات و رسائل کے مقابلہ میں منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ اس کا اندازہ آپ فہرست کے عنوانات پر ایک نظر ڈالنے سے لگا سکتے ہیں۔ اس کی افادیت اور اہمیت آج ۴۲ سال گزرنے کے بعد بھی اسی طرح ہے جو اس کے شائع ہونے پر ۱۹۵۹ء میں تھی۔ ۴۲ سال گزرنے کے بعد اب بھی اس کی مانگ اسی طرح ہے۔ احباب کے تقاضوں کے پیش نظر اسے کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ شروع میں اس کی فہرست بھی دے دی گئی ہے۔ اور محترم عراقی صاحب کا ایک مضمون بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس پر راقم عراقی صاحب کا شکر گزار ہے۔ کہ انہوں نے مولانا آزاد پر تعارفی مضمون رقم فرمایا ہے۔ فجزاهم الله احسن الجزاء۔

محمد ادریس فاروقی
سوہدرہ۔ ضلع گوجرانوالہ
۲۰ / جون ۲۰۰۱ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

عبدالرشید عراقی

۱۸۷۱ء تا ۱۹۰۰ء کا زمانہ علمی و ادبی' تاریخی و سیاسی اعتبار سے برصغیر (پاک و ہند) کی تاریخ کا عہد زریں قرار دیا جا سکتا ہے۔ بلاشبہ اس ۳۰ سال کی مختصر مدت میں آسمان علم و ادب' مہ و انجم سے جگمگا اٹھا' علامہ اقبال' محمد علی جناح' محمد علی' شوکت علی' ظفر علی خان' حسرت موہانی' عبدالماجد دریا ابادی' سید سلیمان ندوی' محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' اور مولانا ابو الکلام آزاد۔ سب اسی عہد روشن کے آفتاب و ماہتاب تھے' مولانا آزاد کو اس علمی کہکشاں میں کوکب تاباں کی حیثیت حاصل ہے۔ جامعیت اور علمی تبحر میں ان کی ہمہ گیری کی نظیر معاصرین میں کم یاب ہے۔ مولانا آزاد کا اہم ترین کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اردو زبان کو جلا بخشی' اور اردو زبان کو مذہب و تاریخ کا سرمایہ دار بنایا۔ اور تحقیق و تنقید کو گلے لگا کر علمی و تحقیقی' مذہبی و ذہنی' تاریخی و تنقیدی میدان میں اپنا منفرد نام پیدا کیا۔

مولانا ابوالکلام آزاد علم و فضل کے اعتبار سے بے نظیر اور عدیم المثال تھے۔ وہ فطری طور پر عبقری تھے۔ فلسفیانہ فکر اور مجتہدانہ دماغ رکھتے تھے۔ حکیم و مفکر بھی تھے۔ امام اور مجتہد بھی تھے۔ میدان سیاست کے مدبر بھی تھے۔ سحر طراز ادیب بھی تھے۔ جادو بیان خطیب بھی تھے۔ دیدہ وری' اور نکتہ رسی میں ان کا کوئی حریف نہ تھا' ذہانت و ذکاوت' فہم و فراست اور اصابت رائے میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ حق و صداقت اور عزم و استقلال کے پہاڑ تھے۔ وہ جنگ آزادی کے میر کارواں اور ہندوستان کے معمار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعظم تھے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی تمام علوم اسلامیہ پر وسیع نظر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا۔ جو کتاب ایک دفعہ نظر سے گزر گئی۔ اس کو زندگی بھر دوبارہ دیکھنے کی نوبت نہیں آئی۔ عربی اور فارسی کی بڑی بڑی دقیق علمی اور ضخیم کتب ان کے مطالعہ میں آئی تھیں۔ عربی و فارسی ادب سے بے حد لگاؤ تھا۔ تفسیر قرآن میں ان کا کوئی حریف نہیں تھا۔ ترجمان القرآن میں آپ نے جو علمی و تحقیقی اور تاریخی نکات بیان کیے ہیں اس سے آپ کے علمی تبحر، کثرت مطالعہ اور ذوق تحقیق کا اندازہ ہوتا ہے۔

مولانا ظفر علی خان نے تو اسی لیے فرمایا تھا ؎

جہان اجتہاد میں سلف کی راہ گم ہو گئی
ہے تجھ کو اس میں جستجو تو پوچھ ابوالکلام سے

نثر و نظم میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ ۱۳ سال کی عمر میں فارسی اور اردو میں شعر کہے۔ اور نثر میں ایسے ایسے الفاظ کہے جن سے اس وقت کے سحر طراز ادیب بھی ناآشنا تھے۔ اور ان کی نثری عبارتیں دیکھ کر حسرت موہانی کو یہ کہنا پڑا ؎

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر
نظم حسرت میں کچھ مزا نہ رہا

مولانا ابوالکلام آزاد بلند پایہ صحافی بھی تھے۔ ۱۱ سال کی عمر میں صحافت سے وابستہ ہوئے ۱۸۹۹ء تا ۱۹۲۷ء یعنی ۲۸ سال تک آپ صحافت سے منسلک رہے۔ ۱۳/ جولائی ۱۹۱۲ء کو آپ نے کلکتہ سے ہفتہ وار "الہلال" جاری کیا۔ الہلال مختلف حیثیتوں سے اردو صحافت میں ایک نیا باب تھا۔ وہ صحیح معنوں میں ہماری سیاسی صحافتی اور ادبی تاریخ میں سنگ میل ثابت ہوا۔ الہلال عصری صحافت میں محض ایک اور اخبار کا اضافہ نہ تھا۔ بلکہ درحقیقت وہ اپنی ذات میں ایک مستقل تحریک تھا۔ جس نے طوفان حوادث میں اسلامیان عالم اور بالخصوص ہندوستانی مسلمانوں کی ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی کے لئے ناخدائی کا فریضہ انجام دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الہلال محض ایک اخبار نہیں دراصل ایک صور قیامت تھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے الہلال کے ذریعہ کلمہ حق بلند کیا۔ اور جرأت حق گوئی و راست بازی کی وہ روشن مثال قائم کی جس کی مثال ہماری صحافت میں مشکل ہی سے ملے گی۔ انہوں نے قرآن کی معرفت اور تفسیری ترجمہ سے اسلام کی سچی تعلیم کے احیاء کی کوشش کی۔ جس میں سب سے زیادہ زور راست گفتاری اور آزادی کے لئے لڑنے پر ہے۔

الہلال کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اس نے ہندوستانی مسلمانوں کے معتقدات میں ایک عظیم انقلاب برپا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

مولانا ابوالکلام آزاد شروع ہی سے کانگرس سے وابستہ ہوئے۔ اور آخر عمر تک کانگرس سے وابستہ رہے۔ لیکن کانگرس میں رہ کر وہ مسلمان ہی نہ تھے۔ اسلام کے سچے شیدائی اور مسلمانوں کے ہمدرد و خیر خواہ تھے۔ وہ کانگرس کے صدر بھی رہے لیکن ان کے سیاسی و مذہبی افکار میں تبدیلی نہیں آئی۔

۱۹۴۰ء میں کانگرس کے اجلاس رام گڑھ میں آپ نے جو خطبہ صدارت ارشاد فرمایا اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مولانا آزاد کے سیاسی اور مذہبی افکار کیا تھے۔ مولانا نے اپنے خطبہ میں فرمایا:

> "میں مسلمان ہوں اور فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ مسلمان ہوں۔ اسلام کی ۱۳ سو برس کی شاندار روایات میرے ورثے میں آئی ہیں۔ میں تیار نہیں کہ اس کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی ضائع ہونے دوں۔ اسلام کی تعلیم' اسلام کی تاریخ' اسلام کے علوم و فنون' اسلام کی تہذیب' میری دولت کا سرمایہ ہے۔ اور میرا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کروں۔ بحیثیت مسلمان ہونے کے میں مذہبی اور کلچرل دائرے میں اپنی ایک خاص ہستی رکھتا ہوں۔ اور میں برداشت نہیں کر سکتا کہ اس میں کوئی مداخلت کرے۔ لیکن ان تمام احساسات کے ساتھ میں ایک اور احساس بھی رکھتا ہوں جسے میری زندگی کی حقیقتوں نے پیدا کیا ہے۔ اسلام کی روح مجھے اس سے نہیں روکتی۔ وہ اس راہ میں میری رہنمائی کرتی ہے۔ میں فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ میں ہندوستانی ہوں۔ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان کی ناقابل تقسیم متحدہ قومیت کا ایک عنصر ہوں۔ میں اس متحدہ قومیت کا ایک حصہ ہوں جس کے بغیر اس کی عظمت کا ہیکل ادھورا رہ جاتا ہے۔ میں اس کی تکوین (بناوٹ) کا ایک ناگزیر عامل (Factor) ہوں میں اپنے اس دعوے سے کبھی دستبردار نہیں ہو سکتا"۔

(خطبات آزاد ص ۲۹۷ مطبوعہ دہلی ۱۹۷۴ء)

مولانا ابوالکلام آزاد برصغیر کی تقسیم کے مخالف تھے اور انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کے دو قومی نظریہ سے اختلاف کیا تھا۔ لیکن یہ حقیقت ہے جب پاکستان کا قیام عمل میں آگیا۔ تو انہوں نے مخالفت ترک کر دی۔ اور اس وقت ان کا یہ نظریہ ہو گیا کہ پاکستان قائم ہو گیا ہے۔ اب اس کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری اپنے ایک مقالہ میں لکھتے ہیں کہ :

"قیام پاکستان کے بارے میں ان کی رائے ڈھکی چھپی نہیں وہ اس کے قیام کے سخت مخالف تھے۔ وہ پاکستان کی اسکیم کو ہندوستان کے کل ۹ کروڑ مسلمانوں کے مسئلے کا صحیح حل نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن جب ملکی اور کل قومی سطح پر اس پر سب کا اتفاق ہو گیا اور قرار پایا کہ ملک کی تقسیم ہو گی تو پھر انہوں نے مخالفت ترک کر دی۔ پھر اگر کبھی تذکرہ آیا بھی تو تاریخ کے واقعے اور اس سے اپنے عدم اتفاق اور اپنی رائے کی صحت پر بعد کے التفات سے استدلال کا آیا۔ انہوں نے کبھی پاکستان کو ختم ہو جانے سے اسے کمزور کرنے' اس کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرنے اس کے انتشار کو بڑھانے کی خواہش نہیں کی۔ بلکہ اس کے استحکام' اس میں جمہوریت کے فروغ' اس کے مختلف طبقوں اور فرقوں میں مفاہمت اور ہندوستان سے اس کے خوشگوار تعلقات کے نہ صرف آرزو مند رہے بلکہ اس کے لئے انہوں نے بہترین کوششیں بھی کیں"۔ (آثار و نقوش ص ۲۹)

مولانا ابوالکلام آزاد نے ۱۲ فروری ۱۹۵۸ء / ۱۳۷۷ھ دہلی میں انتقال کیا۔ عمر ۷۰ سال تھی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَ اَدْخِلْہُ جَنَّۃَ الْفِرْدَوْس۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالکلام آزادؒ کے انتقال پر برصغیر (پاک و ہند) کے تمام اخبارات و رسائل نے رنج و غم کا اظہار کیا اور ان پر اداریے اور شذرات لکھے۔ اور بعد میں "خصوصی نمبر" شائع کئے۔

روزنامہ الجمیعۃ دہلی نے "ابوالکلام آزاد نمبر" شائع کیا۔ علاوہ ازیں اس کے ماہنامہ "آج کل" دہلی، ماہنامہ "ادیب" علی گڑھ، سہ روزہ "دعوت" دہلی۔ ماہنامہ "صبح" دہلی نے "ابوالکلام آزاد" نمبر شائع کئے۔ ان رسائل میں مولانا آزاد کی علمی و ادبی اور سیاسی خدمات کا تفصیل سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ ماہنامہ "معارف" اعظم گڑھ، ماہنامہ "برہان" دہلی، ماہنامہ "جامعہ" دہلی، "مدینہ" بجنور، ماہنامہ "زندگی" رام پور، ماہنامہ "سب رس" حیدرآباد دکن، ماہنامہ "ہماری زبان" علی گڑھ، ماہنامہ "الفرقان" لکھنو ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند۔ اور ہفتہ وار "صدق جدید" لکھنو نے مولانا مرحوم کے بارے میں مضامین شائع کئے۔

پاکستان میں ماہنامہ "فاران" کراچی، ماہنامہ "ترجمان القرآن" لاہور، ماہنامہ "رحیق" لاہور، ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور، سہ روزہ "منہاج" لاہور، ہفت روزہ "چٹان" لاہور، وغیرہ نے مولانا ابوالکلام آزاد کے بارے میں بہترین اور قیمتی مضامین و مقالات شائع کئے۔ اور ان کی علمی و دینی اور سیاسی خدمات کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا۔

ہفت روزہ "جریدہ اہلحدیث سوہدرہ" نے ستمبر ۱۹۵۹ء میں "مولانا ابوالکلام آزاد کی یاد میں" "سیرت آزاد" کے نام سے خصوصی نمبر شائع کیا۔ یہ نمبر پیشتر رسائل و جرائد کے مقابلہ میں منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ ملک و ملت کے مایہ ناز عالم اور ممتاز ادیب و خطیب مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم ایڈیٹر جریدۂ اہل حدیث نے لکھا ہے:

> "کہ میرے مطالعہ میں مولانا آزاد مرحوم پر جو نمبر شائع ہوتے آئے ہیں۔ اس میں سے کسی نے بھی یہ ضروری نہیں سمجھا کہ ان کے مسلک کی نشاندہی کی جائے۔ معلوم نہیں کہ ان رسائل و جرائد نے اس طرف کیوں توجہ نہیں کی؟ میں نے اس نمبر میں واضح کیا ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد تقلید و جمود سے نفور اور مسلک اہل حدیث کے حامل تھے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نمبر میں اختصار اور جامعیت کے ساتھ مولانا آزاد کی زندگی کا پورا احاطہ کیا گیا ہے۔ ان کی دینی، علمی، مذہبی، قومی و ملی اور سیاسی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور مولانا کی زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں چھوڑا جس پر مختصراً یا تفصیل سے گفتگو نہیں کی۔ یہ نمبر ہر لحاظ سے منفرد خصوصیات کا حامل ہے۔ اس قدر جامع کتاب کم از کم میری نظر سے نہیں گزری۔ اس کے مطالعہ سے قاری کے ذہن میں مولانا آزاد مرحوم کی زندگی کا تمام نقشہ سامنے آجاتا ہے۔

مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی صاحب کی فرمائش پر یہ چند سطور میں نے حوالہ قرطاس کی ہیں مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے کہ مولانا فاروقی صاحب نے اپنے جد محترم کی اس جامع اور معلومات افزاء تحریر کو کتابی شکل میں شائع کر کے نہ صرف قومی سطح پر ایک اہم فریضہ ادا کیا ہے بلکہ حضرت مولانا مرحوم کی روح پر فتوح کو خوش کیا ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

عبدالرشید عراقی

۲۸ جولائی ۲۰۰۰ء

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزاد نمبر

مولانا ابوالکلام آزاد کی جس قدر سوانح عمریاں اب تک شائع ہوئیں اور ان کے حالات سے متعلق جس قدر اخبارات نے آزاد نمبر شائع کیے ہیں کسی نے بھی اس امر کا اظہار نہیں کیا' کہ مولانا آزاد عقیدۃً و مسلکاً اہل حدیث تھے' حتیٰ کہ جمعیۃ العلماء ہند کا آرگن "الجمعیۃ" بھی اپنے آزاد نمبر میں پہلو تہی کر گیا' اور اس باب میں بالکل خاموش رہا ہے' حالانکہ اس امر کی وضاحت نہایت ضروری تھی کہ اتنا بڑا جید عالم جسے "امام الہند" کا خطاب دیا گیا' جو مدتوں جمعیتہ العلمائے ہند کا صدر رہا' عقیدۃً حنفی تھا' یا مالکی؟ شافعی تھا یا حنبلی؟ دیوبندی تھا یا بریلوی؟ مقلد تھا یا غیر مقلد؟ مگر نہ معلوم کیوں سب ہی نے اس میں چشم پوشی کی' شاید اس لیے کہ اگر ان کے مسلک پر بحث کی گئی اور اسے عیاں کر دیا گیا تو جماعت اہل حدیث کا وقار بڑھ جائے گا اور عوام اہل حدیث کی طرف مائل ہونے لگیں گے' حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مولانا عقیدۃً اہل حدیث تھے' غیر مقلد تھے' تقلید و جمود کو قطعاً پسند نہیں کرتے تھے' آپ نے اپنی اکثر تصانیف میں تقلید کی مذمت کی ہے' اور عالمانہ و محققانہ انداز میں اس کی تردید بھی کی ہے' خصوصاً اپنی آخری کتاب "آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی" میں اس وضاحت سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے' کہ باید و شاید- اس لیے ضرورت تھی کہ ہم مولانا کے مذہبی عقائد اور مسلک کو واضح کرتے' اور ان کے جملہ معتقدین کو بتاتے کہ وہ عقیدۃً اہل حدیث تھے' جماعت اہل حدیث سے گہرا تعلق اور پوری راہ و رسم رکھتے تھے' اہل حدیث کے اکثر اجلاس کی صدارت فرمایا کرتے تھے' ان کے جھگڑے نپٹایا کرتے تھے' اور وزارت کے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود مالیرکوٹلہ کے مقدمہ میں دلچسپی لیتے رہے اور ثالثی فرماتے رہے' یہ الگ بات ہے کہ آپ سیاسی مصروفیات کی وجہ سے کوئی خاص جماعتی کام نہ کر سکے' اور ویسی خدمات سرانجام نہ دے سکے' جیسی کہ دیگر علمائے اہل حدیث سرانجام دیتے رہے- یہ اپنا اپنا ذوق ہے آپ طبعاً انگریز کے دشمن تھے' انگریزی حکومت کو تباہ و برباد کر کے اپنے ملک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو آزاد دیکھنا چاہتے تھے' اس لیے عمر بھر ساری توجہ ادھر ہی مبذول رہی' اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی طرح نہ مسائل میں الجھے' نہ بحث و مباحثہ میں پڑے' اور کلمة الله هي العليا کا نعرہ بلند کرتے رہے۔ اور ہمہ وقت اپنے مشن میں لگے رہے۔

عبدالمجید سوہدروی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزاد کی یاد

یاد ہے آ رہی آج آزاد کی
اس مفسر، مبصر کی نقاد کی
اس مبلغ کی عالم کی مناد کی
اس مقرر محرر کی منقاد کی
یاد ہے آ رہی آج آزاد کی

دین و ملت کا وہ رازداں گم ہوا
کیا کہوں، صاحب ترجماں گم ہوا
صاحب طرز، جادو بیاں گم ہوا
ڈھونڈو، وہ ساحر کہاں گم ہوا؟
یاد ہے آ رہی آج آزاد کی

اس کے جانے سے شیریں زبانی گئی
ابر نیساں گیا، درفشانی گئی
دین و ملت کی سب ترجمانی گئی
ضعف پیری ملا، نوجوانی گئی
یاد ہے آ رہی آج آزاد کی

دین قیم کا وہ پاسباں اٹھ گیا
قوم کا تھا جو روح رواں اٹھ گیا
حیف صد حیف قرآن داں اٹھ گیا
وہ حدیثوں کا گنج گراں اٹھ گیا
یاد ہے آ رہی آج آزاد کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم و عرفاں کی محفلیں اب کہاں
بند راہیں ہوئیں، منزلیں اب کہاں
گل نصوص و سنن کے کھلیں اب کہاں
زخم قلب و جگر کے سلیں اب کہاں
یاد ہے آ رہی آج آزاد کی

دشمن دین "ٹامی" کا دشمن گیا
جبر و ظلم و غلامی کا دشمن گیا
ہر ستمگر "سوامی" کا دشمن گیا
بدعت انگیز شامی کا دشمن گیا
یاد ہے آ رہی آج آزاد کی

آج قلب عدو سے ندامت گئی
جس سے آتی تھی غیروں کی شامت گئی
اس سے ہندوستاں کی امامت گئی
واں جو اسلام کی تھی علامت گئی
یاد ہے آ رہی آج آزاد کی

ہند کے اب مسلمان مفلوج ہیں
آج گرد ان کے یاجوج ماجوج ہیں
ان کے یاروں کے منہ بھی گئے سوج ہیں
اب وہ جنگیزیوں کو رہے پوج ہیں
یاد ہے آ رہی آج آزاد کی

جب سے ملت کا یہ راز داں اٹھ گیا
قوم کے دل سے سوز نہاں اٹھ گیا
سارا احساس سود و زیاں اٹھ گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہائے ہائے وہ ہم دم کہاں اٹھ گیا
یاد ہے آ رہی آج آزاد کی

جس نے جانے نہ دی پیش صیاد کی
جس نے اٹھنے نہ دی تیغ جلاد کی
جس نے بستی جفاؤں کی برباد کی
جس نے جڑ کاٹ دی کفر و الحاد کی
یاد ہے آ رہی آج آزاد کی

(حکیم سید محمود گیلانی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آغازیہ

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کی عظیم شخصیت کسی ایسے تعارت کی محتاج نہیں، کہ ان کی سیرت و کردار کے ایک ایک گوشے کو بے نقاب کیا جائے، اس کی چند وجوہات ہمارے سامنے ہیں:-

ایک یہ کہ مولانا مرحوم نے "تذکرہ" اور غبار خاطر" میں اپنے اور اپنے خاندان کے سوانح ایسی خوش اسلوبی سے قلم بند فرمائے ہیں کہ کسی دوسرے کی تحریر میں وہ خوبی پیدا نہیں ہو سکتی۔

دوسری یہ کہ ان کی خود نوشت داستان حیات "ہندوستان نے آزادی حاصل کر لی" کے زیر عنوان منظر عام پر آ چکی ہے۔

تیسری یہ کہ مولانا کی رحلت کے بعد بہت سے اہل قلم نے آپ کے حالات پر کافی خامہ فرسائی کی ہے اور بہت سے اہل قلم ان کی سیرت نگاری کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ اور یہ کام بعد میں بھی ہوتا رہے گا۔

ان حالات میں "اہل حدیث" کا آزاد نمبر شائع کرنا اور بالخصوص اس وقت کہ ان کو انتقال فرمائے سولہ سترہ مہینے گذر چکے ہوں، کچھ زیادہ موزوں نہ تھا ---- لیکن مولانا کے بعض پوشیدہ کرداروں اور سربستہ رازوں نے ہمیں مجبور کیا کہ ان کو منکشف کرنے، کھولنے اور منظر عام پر لانے کے لیے "آزاد نمبر" کے نام سے "جریدہ اہل حدیث" کی ایک اشاعت وقف کی جائے۔

مولانا ابوالکلام آزاد سے متعلق وہ پوشیدہ کردار اور سربستہ راز کیا ہیں؟ اور کہاں سے حاصل ہوئے ہیں؟ اس کا مفصل جواب تو آپ کو آئندہ صفحات میں ملے گا، ہاں! اس تفصیل کا تھوڑا سا اجمال یہ ہے، کہ اگرچہ علمی اور ادبی لحاظ سے مولانا کی ذات کو پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہندوستان میں یکساں مقبولیت حاصل ہے' اور ان کے موافق اور مخالف سبھی اس بات کے متفقہ طور پر معترف ہیں' کہ آزاد مرحوم ایک بے بدل عالم' ایک بے مثال خطیب' ایک بے نظیر صاحب قلم' ایک بے عدیل ادیب اور ایک بے باک نباض تھے' لیکن شاید آپ یہ سن کر حیران ہوں' کہ مولانا کے حقیقی مقام اور صحیح کردار کو نہ ہندوستان میں کوئی شخص سمجھ سکا ہے نہ پاکستان میں' اور انہوں نے جس عظیم اور مقدس مقصد کو پانے کے لیے اپنی عمر عزیز صرف کر دی' اس مقصد کی تہ تک پہنچنے کی شاید کسی کو فرصت ہی نہیں ملی' یا کسی کا فہم و درک ہی وہاں تک رسائی حاصل نہیں کر سکا۔

ہندوستان میں آزاد کے متعلق صرف یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ ایک بلند پایہ سیاسی لیڈر تھے جو ابتداء سے انتہاء تک کانگریس سے وابستہ رہے' اور ہندوستانیوں کو انگریز کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے مصروف پیکار رہے' اور بالآخر ۱۹۴۷ء میں بھارت کو آزاد کرا کے کامیاب ہوئے' پاکستان میں یہ سمجھا جا رہا ہے' کہ مولانا مرحوم پاکستان' قیام پاکستان' مصور پاکستان اور معمار پاکستان کے سخت ترین مخالف تھے' دو قومی نظریہ کو انہوں نے کبھی قبول نہیں کیا' اور تقسیم ملک کی انہوں نے اس وقت بھی شدید تر مخالفت کی' جب کہ گاندھی' نہرو' پٹیل' ٹنڈن ایسے بھارتی لیڈر جھک گئے تھے' اور نظریہ پاکستان کو قبول کر چکے تھے اور بعض پاکستانی تو یہاں تک کہنے سے نہیں چوکتے کہ مولانا آزاد متحدہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کو انگریز کی غلامی سے نکال کر ہندوؤں کی غلامی میں دے دینا چاہتے تھے' اعاذنا اللّٰہ منھا۔

مگر یہ خدائے علیم کا فضل و کرم ہے' کہ اس نے مولانا کے نظریات اور فلسفیات کو سمجھنے اور بخوبی سمجھنے کی ہمیں توفیق بخشی' اور ہمیں مولانا کی اپنی تحریرات ہی سے یہ ثابت ہو گیا کہ مرحوم پچپن (۵۵) برس تک ہندوستانی مسلمانوں کو جھنجھوڑتے اور خواب غفلت سے جگاتے رہے' اور اشاروں ہی اشاروں میں سمجھاتے رہے' کہ ہندوستان کی جو عظیم سلطنت تمہارے ہاتھ سے کھو گئی ہے' اس پر دوبارہ قابض ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ' وہ متحدہ ہند کے تمام مسلمانوں کو بیدار دیکھنا چاہتے تھے' اور سارے بھارت میں ایک عظیم مسلم حکومت کے قیام کے دلکش اور سہانے خواب دیکھ رہے تھے' مگر انہوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک گہری پالیسی وضع کر رکھی تھی' کہ ہندوستان میں ازبسکہ غالب اکثریت ہندوؤں کی ہے' اس لیے جب تک مسلمان ان کے ساتھ متحد ہو کر ملک کو انگریز کی غلامی سے نجات نہ دلائیں گے' وہ تنہا اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ان کی حکمت عملی یہ تھی کہ رفتہ رفتہ ایسے اسباب پیدا کر لیے جائیں' کہ بالآخر سارا ہندوستان' اسلامستان بن جائے' اور اس میں خلافت اسلامیہ قائم ہو جائے اس کی تفصیل اگلے اوراق میں بیان ہو گی' اور آپ دیکھیں گے کہ ہم نے کس سعی بلیغ اور فکر رسا سے مولانا کے اس نظریئے کو سمجھا ہے---- البتہ جو حضرات مولانا آزاد کے حالات سے کما حقہ واقف نہیں ہیں' ان کی معلومات کے لیے ذیل میں کچھ حالات قلم بند کیے جا رہے ہیں۔ جو مختصر اور جامع ہونے کے باوجود بہت مفید اور معلومات افزا ثابت ہوں گے۔

ولادتِ باسعادت

مولانا آزاد کی خوش قسمتی پر کون رشک نہ کرے گا' کہ آپ نومبر ۱۸۸۸ء مطابق ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ کی ایک درخشندہ صبح کو مرکز اسلام مکہ معظمہ میں منصہ شہود پر جلوہ آراء ہوئے' آپ کے والد بزرگوار مولانا سید خیرالدین احمد' غدر ۱۸۵۷ء کو ہندوستان میں برطانوی جبرو تشدد سے تنگ آ کر مکہ معظمہ تشریف لے گئے' اور مدینہ منورہ کے مفتی اکبر شیخ محمد طاہر کی بھانجی سے ان کی شادی ہو گئی' اسی خاتون محترم کے بطن سے دار الامن و الامان کے محلہ قدوہ متصل باب السلام میں قدرت کاملہ مولانا آزاد کو کتم عدم سے عالم وجود میں لائی۔

آپ کا ذاتی نام محی الدین احمد اور تاریخی نام "فیروز بخت" رکھا گیا' جو بعد میں صرف "احمد" رہ گیا' لیکن آپ کی کینت "ابو الکلام" اور آپ کے لقب "آزاد" نے آپ کے اصلی نام پر کچھ ایسا پردہ ڈالا' کہ معدودے چند لوگوں کے سوا اس کا کسی کو علم نہ ہو سکا' اور آپ کو "ابوالکلام آزاد" ہی پکارا جانے لگا' استاذ الشیخ محی الدین الالوائی الازہری آپ کے حالات میں لکھتے ہیں:

و ان ابا الکلام الذی ولد فی مکة عند بیت اللّٰہ الحرام فی الحادی عشر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من شهر نو فمبر عام ۱۸۸۸ء الموافق لذی الحجة عام ۱۳۰۵ بعد هجرة النبوية بمنزل اسرته المتصل بباب السلام للحرم الشريف نشأفي اسرة عربية خالصة في واد غير ذي ذرع و سمي محي الدين احمد و كنية ابو الكلام و لقبه آزاد و لقب شرفه امام الهند۔

حسب و نسب

مولانا آزاد خاندان سادات سے تعلق رکھتے ہیں' آپ کے ایک بزرگ شیخ السید جمال الدین عہد اکبری میں معروف عالم و صوفی تھے' آپ کے والد ماجد سید خیر الدین احمد بھی شیخ طریقت اور عالم فاضل بزرگ تھے' خاندان میں سلسلہ پیری مریدی جاری تھا' اور آپ کے والد کے بھی لاکھوں مرید و معتقد ہندوستان بالخصوص کلکتہ وغیرہ میں موجود تھے' ایک روایت کے مطابق ان کا اصلی وطن پنجاب ہے' اور ان کے بزرگوں نے قصور ضلع لاہور کے کسی گاؤں میں سکونت اختیار کی تھی۔[1] مگر بعد میں ان کا وطن دلی ہو گیا' آپ کے ننھیال مدینہ منورہ میں تھے۔

تحصیلِ علوم

ابوالکلام مرحوم ولادت کے بعد دس سال تک مکہ معظمہ ہی میں اپنے والدین کے زیر سایہ رہے' اور ان کی تعلیم و تربیت کا آغاز بھی اسی دیار محترم میں ہوا' آپ کی والدہ ماجدہ اور والد بزرگ نے خود اپنی نگرانی اور اپنی شاگردی میں ان کو رکھا اور اس طرح رکھا' کہ آزاد تھوڑی ہی مدت میں جملہ علوم دینیہ و اسلامیہ میں عبور کامل پا گئے۔

آپ کے والد انگریزی تعلیم اور مغربی تہذیب و معاشرت کے سخت خلاف تھے' اور آپ کی والدہ تو ایک عرب خاتون تھیں' جنہوں نے اس ارض پاک میں آنکھیں

---

[1] اور بعض راویان نے ضلع گوجرانوالہ کے ایک گاؤں کا نام لکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھولیں' اور پرورش پائی تھی' جس کو رسول اللہ ﷺ کے قدوم مبارک نے عرش و فرش کا مرتبہ بخشا تھا' پس ان دونوں بزرگواروں نے ایک لمحہ کے لیے بھی یہ پسند نہ کیا' کہ ان کا نور نظر اسلامی ماحول کو چھوڑ کر کوئی اور سوسائٹی اختیار کرے' اور دینی علوم کو ترک کر کے مغربی علوم کی تحصیل میں لگ جائے۔ ادھر صاحبزادۂ عالی قدر نے دماغ ایسا مصفّٰی اور روشن پایا تھا' کہ جو کچھ ایک دفعہ سنا حفظ ہو گیا' جو کچھ ایک دفعہ پڑھا مدۃ العمر کے لیے یاد ہو گیا' اس پر ذوق تعلیم اس قدر کہ ہمہ وقت حصول علم میں محو رہتے' ان کے ہم عمر بچے کھیلتے کودتے اور لہو و لعب میں مشغول نظر آتے' مگر آزاد کتابوں کے کیڑے بن گئے' گھر سے سیر سپاٹے کو نکلتے اور تفریح طبع کے لیے بھیجے جاتے' لیکن کوئی مناسب جگہ تلاش کر کے مطالعہ کتب میں لگ جاتے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بارہ تیرہ سال ہی کی عمر میں تمام علوم ضروریہ دینیہ و مروجہ سے فارغ ہو گئے' اور عربی فارسی کی بڑی بڑی ضخیم و ادق (مشکل اور پیچیدہ) کتابیں ختم ہی نہیں بلکہ حفظ کر ڈالیں۔ درس نظامی کا دس سالہ کورس جو بڑی عمر والے آسانی سے پورا نہیں کر پاتے ہیں' آپ نے کم سنی ہی میں مکمل کر لیا' اور عربی زبان تو گویا ان کی مادری زبان تھی کہ فر فر بولتے' فصاحت بلاغت سے بولتے اور بامحاورہ بولتے تھے۔

آپ کی ذہانت

پھر فہم و شعور اور درک و حافظہ کا یہ عالم تھا' کہ جب لکھتے اور بولتے تو اچھے خاصے ماہرین علم حیران رہ جاتے اور یقین ہی نہ کرتے کہ آزاد اس کم عمری میں ایسا اچھا لکھ اور بول سکتے ہیں' اس کی بہت سی مثالیں حیرت میں ڈالنے کو موجود ہیں' گیارہ بارہ سال کی عمر میں شاعری کا آغاز کیا' اور اردو' فارسی' عربی میں بے تکلف شعر کہنے لگے' اور مشاعروں میں جانے لگے۔ پھر پندرہ سولہ سال کی عمر میں اخباروں اور رسالوں کے ایڈیٹر بھی بن گئے اور دوسرے تو رہے ایک طرف خواجہ الطاف حسین حالی اور مولانا شبلی اور مولانا وحید الدین سلیم جیسے یگانۂ روزگار اہل علم آپ کو دیکھ کر ششدر رہ گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوم جدیدہ مغربیہ

یہ مولانا آزاد کی ذہانت و فطانت ہی کا کرشمہ تھا' کہ باوجودیکہ انہوں نے کسی درس گاہ میں انگریزی کا ایک لفظ تک نہ پڑھا تھا' مگر جب ضرورت متقاضی ہوئی' تو انہوں نے کسی استاد کی مدد لیے بغیر تمام علوم مغربیہ جدیدہ میں دستگاہ کامل حاصل کر لی' کوئی علم و فن ایسا نہ تھا' جس کی نسبت کامل معلومات آپ نہ رکھتے ہوں' انگریزی سیکھی اور اس قدر سیکھی' کہ وہ مشکل ترین کتابیں' جن کا ایک لفظ کالجوں کے پرنسپل اور پروفیسر' عدالتوں کے ایڈووکیٹ اور مجسٹریٹ' اسمبلیوں کے اسپیکر اور منسٹر نہیں سمجھ سکتے تھے' آزاد مرحوم چٹکی بجانے میں ان کو حل کر کے رکھ دیتے' اور نہ صرف اسی قدر' بلکہ بڑی سے بڑی انگریزی کتاب اور اس کے معروف ترین مغربی مصنف کے عیوب و نقائص ظاہر کر کے اس کی دھجیاں اڑا دیتے۔

لیکن عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ مولانا آزاد انگریزی علوم سے مطلق بے بہرہ تھے' اور اسی بنا پر انہوں نے ان کے متعلق بہت سی بے بنیاد روایتیں گھڑلیں اور ایسے ایسے ڈھکوسلے (جھوٹ) تصنیف کر لیے کہ ان کو سن کر حیرت بھی ہوتی ہے اور ہنسی بھی آتی ہے' ان دنوں عجیب و غریب بے سروپا قصے تو خصوصیت سے تیار کیے گئے' جب برطانوی کمیشن ہندوستان میں کانگریس اور مسلم لیگ کی مفاہمت کے لیے آتے' اور مولانا آزاد کانگریس کے صدر کی حیثیت کمیشن کے سامنے ہندوستان کی ترجمانی کرتے تھے' اس وقت یہ مشہور کیا گیا' کہ مولانا جب بھی ارکان کمیشن کے سامنے جاتے ہیں' ایک دو ہندو لیڈر ان کے ساتھ ہوتے ہیں' جو فریقین میں ترجمان کا کام دیتے ہیں' آزاد صاحب چونکہ انگریزی نہیں جانتے' اردو ہی میں گفتگو کرتے ہیں' اس لیے جب ان کی زبان سے "ہندو مفاد" کے خلاف کوئی لفظ نکل جاتا ہے' تو ہندو لیڈر اس کا غلط ترجمہ کر کے کمیشن کو اس کا مطلب کچھ اور ہی بتاتے ہیں' اسی قسم کی اور بھی بہت سی باتیں ان سے منسوب کی گئیں' جو اپنے اندر ذرا بھی حقیقت نہیں رکھتیں' اور جو بات حقیقت رکھتی ہے' وہ یہی ہے کہ آزاد جہاں علوم شرقیہ' عربیہ' اسلامیہ میں کامل دسترس رکھتے تھے' وہاں انہوں نے اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا داد ذہانت سے علوم جدیدہ غربیہ میں بھی بلا امداد اتالیق ایسی مکمل دستگاہ پائی' کہ ماہرین فن کی آنکھیں استعجاب سے کھلی رہ گئیں' اور انہوں نے آزاد کے تبحر علمی کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے' یہی وجہ ہے کہ آزاد کے دوست اور دشمن سب ہی ان کی فضیلت علمی کے معترف تھے۔

خلوت پسندی

آزاد مرحوم ابتداء سے ہی تنہائی پسند تھے' عام طور پر خلوت نشیں ہو کر مسائل مختلفہ پر غور و فکر فرماتے' اور اپنے فہم و شعور کو کام میں لا کر اس سے بڑے بڑے عقدے کھلوانے اور الجھی ہوئی گتھیاں سلجھانے میں مدد لیتے۔ طالب علمی کے زمانے میں سحر خیزی کی عادت پڑی' جس نے آخر دم تک ساتھ دیا' وقت سحر بیدار ہوتے' وضو کرتے' نوافل تہجد ادا کرتے اور نماز صبح شروع ہونے سے پہلے پہلے مطالعہ میں مصروف ہو جاتے یا تحریری کام کرتے' اور اس وقت کی بہت ہی تعریف کرتے' ان کا اپنا قول ہے' کہ جو شخص سحر کا وقت سونے میں یا کسی اور بے کار مشغلہ میں کھو دیتا ہے وہ اپنے دل و دماغ پر' اپنے نفس پر اور اپنی روح پر بھاری ظلم کرتا ہے' اور یہ سحر خیزی کی عادت انہوں نے اپنے والد سے سیکھی تھی۔

سحر خطابت

یہ بات اور بھی تحیر انگیز ہے' کہ ابو الکلام آزاد پندرہ برس کی عمر میں اچھے خاصے مقرر اور خطیب بھی بن گئے' ان کی سب سے پہلی تقریر ۱۹۰۳ء میں ایک جلسہ میں ہوئی' پھر ۱۹۰۴ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں تقریر فرمائی اس وقت وہ صرف سولہ سال کے تھے' اتنی چھوٹی سی عمر میں تقریر و خطابت کا یہ ملکہ انہوں نے اس طرح پایا' کہ ان کے والد نے ان کو طلبائے دینیات کو پڑھانے اور درس دینے پر مقرر کر دیا۔ یہ طلباء ان سے عمر میں بہت بڑے تھے' اس طرح درس دینے اور پڑھانے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبیعت کھل گئی' جھجک جاتی رہی' اور پھر تو ان کے ایسے جوہر کھلے کہ دنیا عش عش کر اٹھی جس اجتماع میں انہوں نے تقریر کے لئے جانا ہوتا' لوگوں کا جم غفیر امڈ آتا' مخالف اور موافق' دشمن اور دوست سب کو ان کی خطابت سننے کا عشق ہوتا' طرز تکلم ایسا دل نشیں اور پرکشش تھا کہ سامعین وجد میں آ جاتے' الفاظ ایسے جچے تلے کہ دلوں میں اترتے جاتے' فقرے ایسے جاذب اور چست کہ مدۃ العمر کانوں میں گونجتے رہتے' اور سب سے بڑی بات یہ' کہ ہر بات ہر مسئلہ کا استدلال آیات قرآنیہ' اور احادیث نبویہ سے فرماتے' یہ ایک ایسی خدا داد فضیلت ہے جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے' کہ کوئی ادیب یا مقرر اپنی تحریر اور تقریر کے ایک ایک فقرے کا استشہاد قرآن کریم اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے کرے اور یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ابوالکلام آزاد کو ودیعت فرمائی تھی' جسے سن کر مسلمان' اور غیر مسلم سب انگشت بدندان رہ جاتے۔ جو مطلب کوئی گھنٹوں کی سر مغزی سے ادا نہ کر سکتا' آزاد اس کو چند فقروں میں ادا کر دیتے' لطف یہ کہ جن کی سمجھ میں آتا وہ بھی سر دھنتے جو نہ سمجھ سکتے وہ بھی مست ہو ہو جاتے۔ اور اس کا جذب و اثر قبول کر کے لوٹتے۔

جادو نگاری

جس طرح آزاد کی سحر بیانی لوگوں سے تحسین و عقیدت کا خراج وصول کرتی تھی' اسی طرح ان کا طلسم تحریر بھی ہر شخص پر اپنا جادو کر دیتا تھا' اس صاحب طرز ادیب و صحافی کے مقالات پڑھ کر اس کے احباء اور اعداء مسحور ہو ہو جاتے تھے' نگارش کا نہج ایسا دلفریب اور ساحرانہ ہوتا کہ ایک ایک سطر قلب کو مسخر کر لیتی اور یہی جی چاہتا' کہ بار بار پڑھیں اور سیر نہ ہوں' ہزار بار پڑھیں اور لطف اٹھائیں۔ اب یہ بھی سن لیجیے کہ مولانا آزاد نے کسی پختہ عمر کو پہنچ کر قلم نہیں اٹھایا' بلکہ جس عمر میں شاعری اور خطابت شروع کی اسی عمر میں اپنے خامہ کو بھی حرکت دی۔ چودہ پندرہ سال کی عمر ہوتی ہی کیا ہے' اس میں تو بچوں کو کھیل کود اور تفریحی مشاغل سے ہی فرصت نہیں ملتی' لیکن ابوالکلام آزاد ہے' کہ اس کم سنی میں بھی علمی اور ادبی مشغلوں سے کھیل رہا ہے' اس کے مضمون جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخبارات و رسائل میں چھپتے تو دنیا انہیں حیرت سے پڑھتی اور واہ واہ کرتی' اور پڑھے ہی جاتی۔

آج جس کو دو حرف لکھنے آ جاتے ہیں' وہ اپنے راہوار قلم کو سیدھے اور صاف رستے پر دوڑانے کے بجائے ٹیڑھی راہوں پر بھگاتا ہے اور اس طرح خود بھی بھٹک جاتا ہے' دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ دور حاضر کے ادیب "ترقی پسند مصنف" تو بن جاتے ہیں' مگر ان کی تحریریں فحاشی و بے حیائی کے روپ میں بازار میں آتی ہیں' تو دین و ملت کا ماتھا عرق ندامت و غیرت سے ٹپکنے لگتا ہے اور فرزندان اسلام اسلاف کی روایات چھوڑ کر شیطانی طریقوں کو اختیار کرنے لگتے ہیں۔

لیکن آزاد کا قلم ہمیشہ دین و ملت کی خدمت و اشاعت' قرآن و سنت کے احیاء بقاء اور کلمتہ الحق کے اعلاء کے لیے وقف رہا' انہوں نے جو کچھ لکھا' باطل کو مٹانے اور صداقت کو سربلند کرنے کے لیے لکھا' اور یہ وہ وصف ہے' جو کسی صاحب قلم میں بہت کم پیدا ہوتا ہے' جس کو یقین نہ آئے' وہ الہلال' البلاغ' لسان الصدق وغیرہ کو دیکھے اور آزاد کی تصنیفات مثل غبار خاطر' تذکرہ' ترجمان القرآن وغیرہ پڑھے' اور دیکھے کہ مرحوم نے اللہ کے پسندیدہ دین اور ملت بیضاء کی کیا کیا خدمات سرانجام دی ہیں' اور خواب غفلت میں خراٹے لینے والے مسلمانوں کو شانے سے پکڑ کر کس طرح بیدار کیا' جھنجھوڑا اور ان کو صراط مستقیم پر چلنے کے لیے مستعد کیا ہے' حق یہ ہے یہ کام وہی کر سکتا ہے' جس کے دل میں قوم کا درد اور درد میں بے پناہ تڑپ ہو۔

اوصاف و خصائل

مولانا ابوالکلام آزاد کے عادات و اطوار اور خصائل و فضائل پر کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے' اس لیے کہ مرحوم از سر تا بہ قدم اوصاف حمیدہ میں ڈوبے ہوئے تھے' یہاں تک کہ ان کے مخالفین و معاندین بھی ان کے محاسن و محامد کے معترف اور ان کے خصائل کے مداح تھے' آزاد مرحوم نے زندگی میں اپنے لیے ایک ایسا مقام پیدا کیا' جس میں چاروں طرف سے خوبیاں ہی خوبیاں نظر آتی تھیں' اور جو عیوب و نقائص سے یکسر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک تھا' ہم ان کو معصومیت کا درجہ تو نہیں دے سکتے' البتہ یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ وہ ان صفات سے متصف تھے' جو ایک اعلیٰ انسان میں ہونے چاہئیں۔ وہ متواضع تھے' حلیم و منکسر تھے' مرنجاں مرنج تھے' ہم مذہبوں کے مصائب دیکھ کر سخت برہم ہوتے' اور فوراً اس کا مداوا سوچنے میں مصروف ہو جاتے۔ اسلامی احکام کے سخت پابند تھے' اور شریعت کے کسی حکم کی تعمیل میں غفلت و کوتاہی کو برداشت نہ کرتے تھے' اسلامی روایات پر چلنا فخر سمجھتے تھے' اور نہ صرف اسلاف دین کے راستے پر خود گامزن رہتے تھے' بلکہ دوسروں کو یہی راہ عمل اختیار کرنے کی تلقین فرماتے تھے ۱۹۴۶ء میں جب عبوری حکومت متحدہ ہندوستان میں قائم ہوئی' تو مولانا آزاد کو وزارت تعلیم کا قلم دان سونپا گیا' آپ آخری دم تک اس منصب پر فائز رہے' لیکن آپ کا طرز زندگی اور طریق کار دوسرے وزراء کے طرز و طریق سے بالکل جدا گانہ تھا' سرکاری بنگلہ تو ملا ہی تھا' لیکن آپ نے اس پر کوئی دربان اور پہرے دار مقرر نہیں کیا' کسی شخص کو آپ سے ملاقات کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی تھی' پھر آپ کے اپنے دفتر میں نہ تو کوئی کلرک تھا' نہ سپرنٹنڈنٹ' ایک پرائیویٹ سیکرٹری تھا' وہ بھی برائے نام۔ سارا کام مرحوم خود ہی انجام دیتے تھے' وزارت کی چیکنگ آپ نے کبھی نہیں کی' اور بہت کم اس کی دیکھ بھال بھی کی' مگر خوبی یہ کہ منسٹری کی تمام مشینری از خود نہایت خوش اسلوبی اور پوری قوت سے سرگرم عمل رہی' اور اس میں کوئی نقص نہیں پیدا ہونے پایا۔

زمانہ وزارت میں جو دوست آتا' اس کا پرتپاک خیر مقدم کرتے اور اس کی خاطر مدارات میں خود مصروف ہو جاتے وزیر ہونے پر بھی مشرقیت اور اسلامیت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا' لباس اور خوراک میں وہی سادگی تھی جو پہلے کے حالات میں تھی' علم و عرفان کی مجلسیں اب بھی جگمگاتی تھیں' جلسوں اور محفلوں کی رونقیں اب بھی بڑھاتے تھے' اور اپنوں بیگانوں کو اپنے مفید مشوروں سے ہمیشہ مستفید کرتے تھے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ و تغمدہ اللہ بغفرانہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تردید بدعات

مولانا ابوالکلام آزاد از بسکہ خالصتاً موحد تھے' اور از بسکہ آپ صرف کتاب اللہ اور حدیث نبوی سے تعامل و تمسک رکھتے تھے' اس لیے آپ بدعت اور گمراہی سے سخت نفرت کرتے تھے' نہ صرف اپنی ذات کو اس سے محفوظ رکھتے تھے' بلکہ مسلمانوں میں اس کا ایک شمہ تک بھی دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔

ایک دفعہ ایک اسلامی جلسہ میں حدیث نبوی کے ایک ٹکڑے "کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار"۔ کی ایسی خوب صورت وضاحت فرمائی' کہ دیوبندی اور اہل حدیث سبھی جھوم رہے تھے' اور اہل بدعت بھی سر دھن رہے تھے۔

دہلی میں ایک بار اہل حدیث کانفرنس کی صدارت فرمائی اور اپنی افتتاحی تقریر میں مسلمانوں کو یوں مخاطب فرمایا:

"برداران عزیز! آپ اس اسلام کے علمبردار ہیں' جس کو حق جل شانہ' نے اپنا محبوب اور پسندیدہ دین بنا کر تمام اہل عالم کی راہنمائی کے لیے بھیجا' اور محمد رسول اللہ ﷺ کو جس کا آخری پیغام رساں بنایا۔ پس اسلام کا یہ اولین تقاضا ہے' کہ آپ سے توحید کا اقرار کرائے' اور آپ کو بدعات و محدثات سے دور رکھے کیا آپ نہیں جانتے؟ کہ ایک حدیث کی رو سے جو شخص دین میں نئی راہیں نکالتا اور نئے احکام و مسائل تراشتا ہے' وہ اسلام سے دور ہٹ کر مردود بن جاتا ہے' اور جس کو "لیس منا" کا وعید صاف بتاتا ہے' کہ اس مردود و بدعتی کا کوئی تعلق نہ اسلام سے قائم رہتا ہے' نہ اسلام کے آخری پیامبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے' پس بدعت کی نئی راہیں تلاش کرنے والوں کو یہ سوچ لینا چاہیے کہ جب وہ خدائے عظیم' محمد رسول اللہ ﷺ اور اسلام ہی سے بے تعلق ہو گئے' تو دنیا اور آخرت میں ان کا مسکن کہاں بنے گا؟ دوزخ اور ہاویہ! جس کے شعلوں سے شیطان سرکش نے بھی پناہ مانگی ہے' اور جس کے تصور سے سخت و سنگ پہاڑ بھی لرز اٹھتے ہیں۔" (تنظیم ملت دہلی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں بھی دیکھنا چاہیے کہ جس شخص کی ساری عمر کلام اللہ شریف کی تفہیم و تدریس اور تفسیر و توضیح میں گذری ہو' اور جس نے حیات عزیز کا ایک وافر حصہ حدیث و سنت کے تحفظ و تعلم میں صرف کیا ہو وہ کیونکر برداشت کر سکتا تھا' کہ بدعت اور ضلالت اس کے قریب آئے؟ اور اسے کیونکر گوارا تھا کہ اسلام کو ماننے والے' توحید و سنت کا سرمایہ رکھنے کے باوصف محدثات کا شکار ہو جائیں؟ اور اپنے دین و ایمان اپنے اصول و اعتقاد کو تباہ کر لیں۔

آزاد نے تو بسا اوقات مسلمانوں کی اس خانقاہیت پر بھی نفرین بھیجی ہے' جو ضلالت و جہالت اور شرک و بدعت کا سرچشمہ ہے درحقیقت مزارات' خانقاہیں' دائرے اور اوقاف گمراہی کے مرکز ہیں' جہاں توحید الٰہی کا فقدان دیکھا جاتا ہے وہاں مشرکانہ اعمال پرورش پاتے ہیں' دین حنیف اور اس کے مقاصد کا جنازہ اٹھتا ہے اور رحمانیت کے جلوے دب کر شیطانیت کے شعلے بھڑکتے ہیں' اسی لیے مولانا اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں:

"اوقاف کے غیر محتاط متولیوں کی نگرانی اور ان کے عیش پرستانہ اخراجات کی نگہداشت بھی ملک کے اندرونی امن کو بحال رکھنے میں مدد دینے والا جزو ہے' ہمارے ملک کی عقیدت کیشی نے ایسے لاکھوں اوقاف کو تخلیق کیا ہے' جن سے ہزاروں' مفید خلائق امور انجام پا سکتے ہیں' ہمیں کبھی نہ کبھی ایسا کرنا ہی پڑے گا۔"

ایک اجتماع میں فرمایا:

"جب میں ہندوستانی مسلمانوں کے مذہبی حالات کا جائزہ لیتا ہوں' تو میری آنکھوں کو اشک ہائے غم سیراب کر دیتے ہیں' اور اس فکر میں غوطے کھانے لگتا ہوں' کہ اندھی عقیدت جس قدر سرعت کے ساتھ ان کی متاع ایمان کو لوٹ رہی ہے' ایک دن وہ اپنا رنگ لا کر رہے گی' اور غیر اللہ کی پرستش ان کے دینی' قومی' سیاسی اور معاشرتی مسائل کو مٹی میں ملا کر ان کو اس جادۂ ابلیس پر چلائے گی' جس کا نام شریعت کی اصطلاح میں بدعت ہے' جس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرنے سے پہلی امتیں برباد ہو گئیں اور اس امت کا خدا معلوم کیا حال ہو گا؟ جب تک مسلمان اس سے توبہ نہ کریں وہ دین و دنیا میں کبھی فائز المرام نہیں ہو سکتے۔" (البصائر)

مولانا کی ان تحریرات کو پڑھئے اور بار بار پڑھئے' اور ان کے ایک ایک فقرے' اور ایک ایک لفظ پر غور کیجیے' کہ مرحوم کس انداز سے مسلمانوں کو بدعات سے محترز رہنے' غیر اللہ کی پوجا سے بچنے اور خانقاہی کو خیرباد کہنے کی تلقین فرما رہے ہیں' اور خالص اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ وہی راستہ اختیار کیا جائے' جو اللہ نے پسند کیا' اور محمد رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے' آپ دینی مجالس اور اسلامی اجتماعات میں اہل اسلام کو محدثات ترک کرنے کی تاکید فرماتے رہتے' اور یہی کہتے سنائی دیتے' کہ اگر مسلمان دین اور دنیا میں کامیاب ہونے کے متمنی ہیں تو وہ اسلام میں نئی راہیں نہ نکالیں' نئے رستے نہ ڈھونڈیں' اور صرف وہی جادۂ عمل اختیار کریں جو قرآن و سنت نے بتایا ہے۔

آزاد مرحوم اکثر اوقات اپنی مجلسوں یا دینی اور قومی اجتماعات میں ضلالت' بدعت اور خانقاہیت کے خلاف پند و مواعظ کے موتی بکھیرتے رہتے' اس سلسلے میں مولانا مقبول احمد سیوہاروی ایک واقعہ یوں قلم بند کرتے ہیں:

"کلکتہ میں عید الفطر کے موقعہ پر اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ ملاقات عید کے لیے مولانا کی کوٹھی پر گیا' اسی دن عید ملاپ کی تقریب بطور میلہ کے اسپلینڈ کے میدان میں منائی جا رہی تھی' ایک صاحب نے سوال کیا' کہ حضرت! یہ عید ملاپ تو "بدعت" ہے' مولانا نے بدعات پر جو تقریر فرمائی' وہ راقم الحروف کے کانوں میں آج تک گونج رہی ہے۔ بدعات کا سرچشمہ کب پھوٹا؟ بدعات کا بانی کون تھا؟ بدعات کی شدت کس زمانہ میں ہوئی؟ اس سلسلہ میں مدقوق چرکسی کے حالات بھی بیان فرمائے' پھر کتابوں کے حوالے بقید صفحہ و سطر سننے والوں کو محسوس ہو رہا تھا کہ پر شکوہ الفاظ اور نورانی ترکیبوں کا القا ہو رہا ہے' جسے ایک پیکر علم اپنی زبان سے ادا کر رہا ہے۔" (الجمعیتہ دہلی۔ آزاد نمبر)

جن ایام میں مولانا آزاد اخبار وکیل امرتسر میں کام کرتے تھے' ان دنوں ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاقاتیں حضرت مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ مرحوم سے بھی ہوا کرتی تھیں' اور توحید و سنت کے یہ دونوں علمبردار احیاء و بقائے کتاب و سنت سے متعلق مشاورت فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولانا ثناء اللہ کی فرمائش پر آزاد مرحوم نے "اہل حدیث" امرتسر کے لیے ایک مقالہ تحریر فرمایا' جو بدعات کی تردید میں شمشیر قاطع کا حکم رکھتا تھا' اس میں ایک جگہ آپ لکھتے ہیں:

"تم یہ تو سوچو کہ اگر تم نے لاہور سے دہلی جانا ہو' لیکن تم کو کراچی جانے والی گاڑی میں بٹھا دیا جائے' اور وہاں پہنچ کر تم بھٹکنے لگو' دربدر ٹھوکریں کھاؤ' اور منزل مقصود ہاتھ نہ آئے' تو تمہیں کس قدر دکھ ہو گا؟ اور تم ایک ایسی تکلیف محسوس کرو گے' جس سے تمہارا جسم و دل نہ صرف پریشان بلکہ زخمی ہو جائے گا۔ لیکن میں حیران ہوں' کہ یہ جسمانی گمراہی تو تمہیں اذیت کا احساس دلا دیتی ہے' مگر تم صدیوں سے جس بدترین ضلالت میں مبتلا ہو' اور اصلی راہ چھوڑ کر نقلی راستہ اختیار کیے بیٹھے ہو' اس روحانی گمراہی کا احساس تمہیں کیوں نہیں ہوتا؟ اور تم محدثات کا جادہ ضلالت ترک کر کے اس منزل کی طرح کیوں گامزن نہیں ہوتے' جو اللہ نے تمہارے لیے تیار کی ہے' اور خدا کے محبوب نبی ﷺ نے جس کی تمہیں راہبری فرمائی ہے۔ دیکھو تم مسلمان ہو' قرآن اور سنت کے حامل مسلمان۔ "کنتم خیر امة" تمہاری ہی شان میں کہا گیا ہے' تم اسی منزل پر زندگی بسر کرو اور اسی کی حفاظت کے لیے مرمٹو جس کا اسم گرامی خدا کی زبان میں کتاب و حکمتہ ہے۔"

اللہ اللہ! کیسی تشبیہیں ہیں' اور کیسے استعارے! اور یہ کیا؟ آزاد کی بے شمار نگارشات میں ایسی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں' کہ اس عاشق قرآن و سنت نے ہر گام پر پاک و ہند کے مسلمانوں کو بدعات سے روکا' ضلالت سے ٹوکا اور کتاب اللہ و سنت کی اطاعت پر ابھارا ہے' اور اسی کو "حقیقی اسلام" کا نام دیا ہے' خود اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں:

"لوگ مجھ سے حقیقی اسلام کی تعریف پوچھتے ہیں میں اس کے سوا اور کیا کہوں؟ کہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کا اتباع اور جملہ محدثات و ضلالت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے محترز رہنا اصل اسلام ہے۔" (البلاغ)

بہرکیف کتاب و سنت کے تارکین کو مولانا کی نگارشات کا ہر لفظ دعوت غور و فکر دے رہا ہے' اللہ کریم شرک و بدعت کی دلدل میں پھنسے ہوئے بھائیوں کو سمجھنے کی صلاحیت دے' تاکہ وہ حقیقی منزل کو پانے کے لیے جادہ پیما ہو سکیں۔

تقلید سے نفرت

آزاد مرحوم نے جس گھرانے میں پرورش پائی ہے' اس میں اگرچہ علم و عرفان' سلوک و تصوف' فقر و غنا اور شریعت و طریقت کی جلوہ آرائیاں موجود تھیں' اور بقول مولانا ان کے کانوں میں پانچوں وقت اللّٰھم احینی مسکینًا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ المساکین کی صدائیں آتی تھیں لیکن اس کے ساتھ اس میں پیری مریدی اور تقلید پرستی کا عنصر بھی غالب تھا' ان کے دادا' پردادا کو تو چھوڑیئے کہ وہ کیا تھے' اور انہوں نے کیسے سلسلے جاری کیے تھے' ان کے والد مولانا سید خیرالدین احمد کو لیجیے۔ کہ وہ شیخ طریقت اور نامور صوفی و سالک اور عالم و فاضل بھی تھے' مگر اہل الرائے اور صاحب تقلید تھے' اور اسی عقیدہ کی بنا پر ان کی پیری مریدی کا سلسلہ نہ صرف کلکتہ' بنگال' گجرات کاٹھیاواڑ اور بمبئی وغیرہ تک پھیلا ہوا تھا' بلکہ لنکا' افریقہ اور بعض دوسرے مشرقی ممالک میں بھی ان کے ہزاروں مرید اور معتقد موجود تھے' جن کی بے پناہ آمدنی سے ہر وقت ایک خزانہ بھرا رہتا تھا۔

ابوالکلام آزاد کی ولادت و پرورش تعلیم و تربیت بھی اسی تقلید و جمود میں جکڑے ہوئے مقلد گھرانے میں ہوئی' لیکن قدرت بالغہ کے کرشمے کچھ عجیب تر ہوتے ہیں' کہ والد کے اس طریق و مسلک کا ان کے دل و دماغ پر ذرا اثر نہ ہوا۔ اور ہوا تو یہ' کہ جوں جوں لوگ ان کے والد سے عقیدت وارادت مندی کا اظہار کرتے اور بے جا ادب و احترام میں' جو خاصہ پیری ہے مصروف نظر آتے' آزاد کو ان سے نفرت ہوتی جاتی' اور وہ اس طویل اور گنجلک سلسلہ سے دور رہنا پسند کرتے' اپنی خود نوشت سوانح میں فرماتے ہیں:

"میری پیدائش ایک ایسے خاندان میں ہوئی' جو علم و مشیخت کی بزرگی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرجعیت رکھتا تھا' اس لیے خلقت کا ہجوم و احترام جو آج کل سیاسی عروج کا کمال مرتبہ سمجھا جاتا ہے' وہ مجھے عقید تمندیوں کی شکل میں بغیر طلب و سعی کے مل گیا تھا۔ میں نے ابھی ہوش بھی نہیں سنبھالا تھا' کہ لوگ پیر زادہ سمجھ کر میرے ہاتھ پاؤں چومتے تھے' اور ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑے رہتے تھے' خاندانی پیشوائی و مشیخت کی اس حالت میں نو عمر طبقوں کے لیے بڑی آزمائش ہوتی ہے' اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ابتدا ہی سے طبیعتیں بر خود غلط ہو جاتی ہیں' اور نسلی غرور اور پیدائشی خود پرستی کا وہی روگ لگ جاتا ہے' جو خاندانی امیرزادوں کی تباہی کا باعث ہوا کرتا ہے' ممکن ہے اس کے کچھ نہ کچھ اثرات میرے حصے میں بھی آئے ہوں' کیونکہ اپنی چوریاں پکڑنے کے لیے خود اپنی کمین میں بیٹھنا آسان نہیں ہے' لیکن میں اپنی حالت کا جائزہ لے سکتا ہوں' مجھے یہ کہنے میں تامل نہیں' کہ میری طبیعت کی قدرتی افتاد مجھے بالکل دوسری ہی طرف لے جا رہی تھی' میں خاندانی مریدوں کی ان عقید تمندانہ پرستاریوں سے خوش نہیں ہوتا تھا' بلکہ طبیعت میں ایک طرح کا انقباض اور توحش رہتا تھا' میں چاہتا تھا کہ کوئی ایسی راہ نکل آئے' کہ اس فضا سے بالکل الگ ہو جاؤں' اور کوئی آدمی میرے ہاتھ پاؤں نہ چومے' لوگ یہ کامیاب جلس ڈھونڈتے ہیں اور ملتی نہیں مجھے گھر بیٹھے ملی اور اس کا قدر شناس نہ ہو سکا۔ (الجعیۃ)

دونوں جہاں دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا
یاں آ پڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں؟

گویا یہ مقدمہ تھا ان غیر تقلیدی عقائد کا' جو آگے چل کر اور سیانے ہو کر پختگی اختیار کر گئے' اور مولانا نے سچ مچ تقلید پرستی پر لات مار کر سلسلہ پیری و مریدی کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ دیا۔

اسی پر بس نہیں جب آپ کے والد سید خیرالدین انتقال کر گئے' تو عوام نے آپ کو ان کا جانشین بنانا چاہا' اور لاکھوں مریدان با اخلاص کے ارادتمند ہاتھ آپ کے سامنے بیعت کے لیے دراز ہو گئے' لیکن آزاد صاحب ایسی بندشوں سے بالکل آزاد رہنا چاہتے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے' کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا' معتقدین اصرار کر رہے ہیں' کہ ان کو سجادہ نشینی اور خانقاہی بخشی جائے' اور یہ بھی اپنے بزرگوں کے مزارات کی مجاوری سنبھال کر خزانہ کے مالک بن جائیں' مگر آزاد چونکہ تقلید کی زنجیریں توڑ کر خالص توحید اور توحید والے سے ناطہ جوڑ چکے ہیں' اس لیے نفی میں سرہلاتے ہیں' اور حجرہ و خانقاہ میں دھرنا مار کر بیٹھنے اور نذروں نیازوں کی ناجائز کمائی کھانے کو اثم عظیم اور جرم کبیر سمجھتے ہیں' لوگوں نے عرض کیا' اور کچھ نہیں تو کم از کم دستار بندی ہو جائے' مگر آزاد اس کو بھی نہیں مانتے' بالآخر کہنے والے ناکام ہو گئے' اور یہ کامیاب' اور کامیاب بھی ایسے کہ آج مشرق اور مغرب کے بچے بچے کی زبان پر ابوالکلام کا نام چڑھا ہے' اور سچ پوچھئے تو دین و ملت کے جو فرائض سرانجام دے کر وہ اپنا نام اور جو مقام پیدا کر گئے ہیں وہ حجرہ و خانقاہ کا مجاور بننے سے پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ تقلید پرستی کے خلاف اپنی ایک نگارش میں لکھتے ہیں:

"جس حال میں رہے' نقص ناتمامی سے دل کو ہمیشہ گریز رہا' اور شیوۂ تقلید و روش عام سے پرہیز۔ جہاں کہیں رہے' اور جس رنگ میں رہے' کبھی دوسرے کے نقش قدم کی تلاش نہ ہوئی' اپنی راہ خود ہی نکالی اور دوسروں کے لیے اپنا قدم راہنما چھوڑا۔" (المجموعۃ)

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

"مجھے اچھی طرح یاد ہے' کہ ابھی پندرہ برس سے زیادہ عمر نہیں ہوئی تھی' کہ طبیعت کا سکون ہلنا شروع ہو گیا تھا' اور شک و شبہ کے کانٹے دل میں چبھنے لگے تھے' ایسا محسوس ہوتا تھا' کہ جو آوازیں چاروں طرف سنائی دے رہی ہیں' ان کے علاوہ بھی کچھ اور ہونا چاہیے' اور علم و حقیقت کی دنیا صرف اتنی ہی نہیں ہے' جتنی سامنے آ کھڑی ہوئی ہے' یہ چبھن عمر کے ساتھ برابر بڑھتی گئی' یہاں تک کہ چند برسوں کے اندر عقائد و افکار کی وہ تمام بنیادیں' جو خاندان' تعلیم اور گرد و پیش نے چنی تھیں' بہ یک وقفہ متزلزل ہو گئیں' اور پھر وہ وقت آیا' کہ اس ہلتی ہوئی دیوار کو خود اپنے ہاتھوں سے ڈھا کر اس کی جگہ نئی دیواریں چننی پڑیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیچ گہہ ذوق طلب از جستجو بازم نہ داشت
دانہ مے چیدم دراں روزے کہ خرمن داشتم

آپ نے دیکھا' کہ مولانا نے کس صفائی اور خوب صورتی سے اندھی پیروی اور کورانہ تقلید کے خلاف نبرد آزمائی کی ہے' اور کس اچھوتے انداز میں اپنے غیر مقلد ہونے کا ثبوت دیا ہے' اگر ابھی تسکین نہ ہوئی ہو' تو انہی کے قلم کی چند سطور اور پڑھ لیجیے:

"میری تعلیم خاندان کے موروثی عقائد کے خلاف نہ تھی' کہ اس راہ سے کوئی کشمکش ہوتی' وہ سرتا سراسی رنگ میں ڈوبی ہوئی تھی' جو مؤثرات نسل اور خاندان نے مہیا کہ دیئے تھے' تعلیم نے انہیں اور تیز کرنا چاہا' اور گرد و پیش نے انہیں اور زیادہ سہارے دیئے۔ تاہم یہ کیا بات ہے' کہ شک کا سب سے پہلا کانٹا جو خود بخود دل میں چبھا' وہ اسی تقلید کے خلاف تھا۔ میں نہیں جانتا تھا' کہ کیوں؟ مگر بار بار یہی سوال سامنے ابھرنے لگا تھا' کہ اعتقاد کی بنیاد علم و نظر ہونی چاہیے' تقلید اور توارث پر کیوں ہو؟ یہ گویا دیوار کی بنیادی اینٹوں کا ہل جانا تھا' کیونکہ موروثی اور روایتی عقائد کی پوری دیوار صرف تقلید ہی کی بنیادوں پر استوار ہوتی ہے' جب بنیاد ہل گئی تو پھر دیوار کب کھڑی رہ سکتی تھی؟ کچھ دنوں تک درماندگیاں سہارا دیتی رہیں' لیکن بہت جلد معلوم ہو گیا' کہ اب کوئی سہارا بھی اس گرتی ہوئی دیوار کو سنبھال نہیں سکتا۔"

ازاں کہ پیروی خلق گمرہی آرد!
نمی رویم براہے کہ کارواں رفتہ است

(غبار خاطر)

آگے چل کر اپنی غیر مقلدانہ روش کے بارے میں لکھتے ہیں:

"شک کی یہی چبھن تھی' جو تمام آنے والے یقینوں کے لیے دلیل راہ بنی' بلاشبہ اس نے پچھلے سرمایوں سے تہی دست کر دیا تھا' مگر نئے سرمایوں کے حصول کی لگن بھی لگا دی تھی' اور بالآخر اسی کی راہنمائی تھی' جس نے یقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور طمانیت کی منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ عام حالات میں مذہب انسان کو اس کے خاندانی ورثہ کے ساتھ ملتا ہے اور مجھے بھی ملا' لیکن میں موروثی عقائد پر قانع نہ رہ سکا' میری پیاس اس سے زیادہ نکلی جتنی سیرابی وہ دے سکتے تھے۔ مجھے پرانی راہوں سے نکل کر خود اپنی نئی راہیں ڈھونڈنی پڑیں۔ زندگی کے ابھی پندرہ برس بھی پوری طرح نہیں ہوئے تھے کہ طبیعت نئی خلشوں اور نئی جستجوؤں سے آشنا ہو گئی تھی' اور موروثی عقائد جس شکل و صورت میں سامنے آ کھڑے ہوئے تھے ان پر مطمئن ہونے سے انکار کرنے لگی تھی۔ البتہ جو عقیدہ کھویا وہ تقلیدی تھا اور جو عقیدہ اب پایا وہ تحقیقی تھا۔" (غبار خاطر)

آپ کی اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے' کہ آپ نے وہ صراط مستقیم پا لیا' اور اس حقیقی منزل میں ہمیشہ کے لیے قیام فرما لیا' جو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے سامنے اسلام کے سنگ میل کے طور پر پیش کی تھی' یعنی قرآن اور سنت! اس کی تفصیل آپ کو کسی دوسری جگہ ملے گی' یہاں دیکھنا صرف یہ ہے' کہ قدرت کاملہ نے کم عمری میں ہی آپ کی کس طرح راہنمائی فرمائی اور آپ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَاءَ نَا کے موروثی مقلدانہ عقائد کو ترک کر کے قرآن و حدیث کے سچے اطاعت گذار بن گئے۔ فالحمدللّٰہ!

اتباع کتاب و سنت

اغیار کی متابعت' کو رانہ تقلید اور پیری و پیر پرستی کی زنجیریں توڑنے اور موروثی عقائد سے منہ موڑنے کے بعد یہ لازمی تھا' کہ آزاد رحمۃ اللہ علیہ منزل مقصود کو پانے کے لیے کوئی ایسا جادہ عمل اختیار فرماتے' جس پر گامزن ہونے سے دینی اور دنیوی کامرانیاں بڑھ کر آگے آئیں' اور حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ان کی زبان سے انی و جھت وجھی للذی فطر السموت و الارض حنیفا و ما انا من المشرکین کا فلک بوس نعرہ لگواتیں۔ چنانچہ یہی ہوا' آباؤ و اجداد کے رسوم و معتقدات سے قطع تعلق کرنے کے بعد اب ایک ہی راہ راست ان کے سامنے تھے جس کو قرآن کی زبان میں صراط مستقیم کہا گیا ہے' اور جس پر چلنے کی آرزو نہ صرف عامتہ المسلمین کے دل میں چٹکیاں لیتی رہی'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ خاصان الٰہی بھی اس کی تمنا میں دن میں کم از کم پانچ مرتبہ رب العالمین کے دربار میں حاضر ہو کر دست دعاء دراز کرتے رہے:

ظاہر ہے' کہ صراط مستقیم سے مراد اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت ہے' جب آزاد نے ہر قبلہ کج سے منہ موڑ کر اپنا رخ اسی ذات اقدس کی طرف کر لیا' جس نے ہر مسلمان کلمہ گو کو اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول کا حکم دیا' اور جس نے اس کی ذرہ بھر خلاف ورزی کرنے والوں کو بہت سی ہیبت ناک وعیدیں سنائی ہیں' تو اب کتاب و سنت کے اتباع اور اللہ اور رسول کی اطاعت میں کون سی رکاوٹ ہو سکتی تھی؟ اب ہوا یہ اور صرف یہ کہ آزاد کو اللہ اور رسول کا سچا عشق لگ گیا اور وہ دن رات اسی لگن میں مگن رہنے لگے' اور یہ لگن عشق کی حد تک بڑھ گئی۔ چنانچہ آپ اس انعام خداوندی اور اپنے اس عشق کی نسبت "الہلال" میں کس خوب صورتی سے لکھتے ہیں ملاحظہ فرمایئے:

"عقائد و اعمال' عادات و خصائل' فکر و نظر' طرز و روش' کسی بھی بات میں اپنی شکستگی و خستگی نہ کسی ہاتھ کی ممنون ہے' نہ کسی زبان کی' نہ کسی خاندان کی' نہ تعلیم و تربیت کی' جو کچھ پایا ہے صرف بار گاہ عشق سے پایا ہے۔ جتنی رہنمائیاں ملیں' اسی مرشد فیض و ہادی طریق سے علم کا دروازہ اسی نے کھولا' عمل کی حقیقت اسی نے بتائی' معرفت کے صحیفے اسی کی زبان پر تھے' حقیقت کے خزانے اسی کے دست کرم میں تھے' شریعت کے حقائق کا وہی معلم تھا' طریقت کے نشیب و فراز میں وہی رہبر تھا' قرآن کریم کے بھید اسی نے بتائے' سنت کے اسرار اسی نے کھولے' نظر اسی نے دی' دل اسی نے بخشا' کتنی ہی دلدلوں سے پاؤں نکالے' کتنی ہی جھاڑیوں میں دامن سنبھالا' کتنی ہی زنجیریں توڑنی پڑیں' امیدوں اور امنگوں کے کتنے ہی دفتر خود اپنے ہاتھوں جلانے پڑے' تب کہیں جا کر اس کوچہ میں دم لے سکے' جہاں آج اپنے کو پا رہے ہیں۔ الحمدللہ' کہ میں اپنی آراء و معتقدات میں کسی انسانی صحبت سے مستفید نہیں' بلکہ صرف ہادی حقیقی کی ہدایت بخشیوں سے کامیاب فیضان ہوں جس کی توفیق کا نور مبین' تاریکیوں میں مشعل راہ اور گمراہیوں میں دست ہدایت ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بس اللہ اور نبی کا عشق جنوں خیز آپ کو لگنا تھا' کہ کتاب اللہ کے بحرِ لیراں کی غواصی میں مشغول ہو گئے' اور سنت رسول اللہ ﷺ پر اپنے ہر عمل کی بنیاد رکھ دی' گو آپ قرآن و حدیث کے معانی و مطالب پہلے بھی خوب سمجھتے تھے' لیکن اب آیات اللہ اور احادیث رسول اللہ ﷺ کا آپ پر انشراح صدر ہو گیا۔ اور آپ نے آیات و احادیث کو ایک گونہ تکیہ کلام بنا لیا' اور اپنی ہر تقریر و تحریر میں' اپنی ہر نشست و برخاست میں اپنے ہر قول و عمل میں گفتہ خدا اور فرمودۂ مصطفیٰ ﷺ کا سہارا لینے لگے' اور کہنا یوں درست ہو گا' کہ قرآن و حدیث کے تفحصانہ اور گہرے مطالعہ نے ہی آپ کو تقلید کا طوق اتارنے اور صرف کتاب و سنت کی متابعت کرنے پر مجبور کیا' اور انہیں وحیین (یعنی قرآن و حدیث) کے جذب و اثر کے تحت آپ موروثی مقلدانہ عقائد سے برگشتہ ہو گئے آپ نے کھل کر توحید و سنت کے پرچم کو بلند کیا' و ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشآء۔

اب دیکھیے کہ مولانا کتاب و سنت کے اتباع و پیروی کی تلقین کس انداز سے فرماتے ہیں' ترجمان القرآن میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

> "جو کوئی اللہ سے محبت رکھنے کا دعویٰ دار ہے تو اسے چاہیے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی کرے' اللہ کی محبت کا دعویٰ اور اس کی راہ بتلانے والے (یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) کی پیروی سے انکار' ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔"

سبحان اللہ! چند ہی لفظوں میں منکرین حدیث اور تارکین سنت کے رخساروں پر وہ چپت لگائی ہے' کہ بچارے بلبلا ہی تو اٹھے ہوں گے غور کا مقام ہے' کہ جو لوگ نظر بظاہر کتاب اللہ کی لگن رکھتے ہیں' اور نظر بہ ظاہر قرآن قرآن کی رٹ لگاتے رہتے ہیں' اگر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے عشق و محبت سے خالی ہیں' اور حضور کی حدیث و سنت پر ایمان نہیں رکھتے' یا رکھتے ہیں تو اس پر عمل نہیں کرتے ان کا خدا سے بھی کوئی تعلق نہیں' وہ اللہ کے باغی ہیں' اور قرآن حمید کے نافرمان و سرکش۔ جیسا کہ من اطاعنی فقد اطاع اللّٰہ و من عصانی فقد عصی اللّٰہ۔ کے ارشاد نبوی سے ظاہر ہے۔

ایک بار مولانا نے "اصل دین" کے موضوع پر تقریر فرمائی' اس میں اہل اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"مسلمانوں کے لیے اصل دین یہ ہے' کہ اللہ کی اطاعت کریں' اللہ کے رسول کی اطاعت کریں' اور جو لوگ ان (مسلمانوں) میں سے صاحب حکم و اختیار ہوں ان کی اطاعت کریں اس حکم سے معلوم ہوا' کہ مسلمانوں کو اپنے تمام مذہبی اختلافات کے لیے قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنا چاہیے' نہ کہ انسانوں کے اقوال و آراء کی طرف۔" (الجمعیتہ آزاد نمبر)

مولانا آزاد کی مذکورہ تقریر کے ایک ایک لفظ پر توجہ کیجیے' کہ حضرت مرحوم کس قدر زور دے رہے ہیں مسلمانوں' پر قرآن کے حوالے دے دے کر' کہ صرف خدا اور رسول خدا کی پیروی کرو' کتاب و سنت کے احکام پر سر جھکاؤ' اور کسی ایرے غیرے کے قول و قیاس کو دل و دماغ میں جگہ نہ دو' بلکہ اللہ اور محمد ﷺ کے سوا کسی بھی انسان کی رائے اور اجتہاد' استدلال اور استشہاد کو تسلیم نہ کرو' ایک دفعہ ارشاد فرمایا:

"جو لوگ خدائے تعالیٰ کا نام ورد زبان رکھتے ہیں اور اکثر اوقات "اللہ اللہ" پکارتے رہتے ہیں' مگر رسول اللہ ﷺ اور آپ کی سنت شریفہ سے عشق (والہانہ محبت) نہیں رکھتے' وہ نہ تو قرآن کو سمجھتے ہیں' نہ خدا کی ہستی اور حقیقت کو پا سکتے ہیں' نہ اسلام سے ان کا کچھ لگاؤ ہے' وہ مذہب میں رہ کر مسلمان کہلانے کی ایک رسم پوری کرتے ہیں' اور ان کی اس مذہبی رسم اور دنیوی رسم میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ (رسالہ البلاغ)

مطلب صاف ہے' کہ جو لوگ مسلمان کہلاتے ہوئے بھی قرآن کریم اور حدیث و سنت سے تعامل نہیں رکھتے' اور زبان سے اللہ اللہ کا ورد کرتے رہتے اور اللہ کی محبت جتاتے رہتے ہیں وہ اللہ سے مذاق کرتے ہیں' اور وہ اس وقت تک پکے اور سچے مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر پورا پورا عمل نہ کریں' اور اس میں صدق و خلوص اور عشق و وارفتگی نہ دکھائیں۔

اسی طرح ایک اور موقع پر ارشاد فرماتے ہیں:

"میں کم تعلیم یافتہ اور ناخواندہ طبقہ کے مسلمانوں پر اتنا متحیر اور متاسف نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں' مگر ان مسلمانوں پر تو مجھے رہ رہ کر افسوس آتا ہے' جو قرآن کو معنی سے پڑھتے ہیں اس کا ترجمہ جانتے ہیں اور پھر ان آیات پر غور نہیں کرتے' جن میں مبرہن (صاف اور واضح) الفاظ میں اللہ نے کہہ دیا ہے' کہ رسول کی اطاعت کے بغیر نہ ایمان کی تکمیل ہو سکتی ہے نہ نجات و شفاعت ہو سکتی ہے جو مسلمان اس لباس میں اپنے آپ کو دیکھنا چاہتا ہے' جس لباس میں صحابہ و تابعین تھے' اس کو کتاب اللہ کے علاوہ سنت رسول اللہ ﷺ پر بھی عمل کرنا ہو گا' خدا کے علاوہ رسول سے بھی لو لگانا پڑے گی' ورنہ محض خدا' اسلام اور قرآن پر ایمان لانا بے کار ہو گا' جب ایلچی اور سفیر پر ہی اعتماد نہ کیا جائے تو اس کو بھیجنے والی سلطنت پر کیونکر اعتماد قائم ہو گا؟۔" (الہلال)

مولانا کی تحریرات کے الفاظ ان کے معتقدات کے خود آئینہ دار ہیں' اور صاف کہے دیتے ہیں' کہ محترم مرحوم ابتدائے عمر میں ہی تقلیدی عقائد سے بیزار ہو کر قرآن و سنت کے متبع ہو گئے تھے' اور پھر آخر دم تک اس پر قائم رہے' نہ صرف خود قائم رہے' بلکہ ہر آن اور ہر گام مسلمانوں کو کتاب و حکمت سے تمسک رکھنے اس کے ہر فرمان اور حکم پر چلنے کی تلقین فرماتے رہے ----- اے کاش! کہ وہ مسلمان' جو مولانا مرحوم پر حسن عقیدت رکھتا ہے اور ان کی ستائش میں مصروف رہتا ہے' یہ بھی دیکھے کہ مولانا کا مذہبی کردار کیا تھا' اور وہ کس طریق و عمل کو اپناتے تھے' اگر مسلمان کم از کم ان کی اطاعت قرآن و سنت ہی کو چراغ راہ بنا لیں' تو "صدقہ جاریہ" کے طور پر ان کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچتا رہے گا' اور مسلمان بھی فائز المرام ہوں گے۔

عشقِ قرآن!

جس خوش قسمت نے مکہ معظمہ جیسی مقدس وادی "غیر ذی ذرع" میں جنم لیا ہو' اور جس کی تعلیم خالص اسلامی ماحول میں مذہبی بزرگوں کے زیر نگرانی ہوئی ہو' اس کے نصیبے کا ستارہ اگر قرآن مجید کے عشق کی صورت میں نہ چمکتا' تو اور کس طرح نمودار ہوتا؟ پھر وہ قرآن عظیم' جو فولاد کو پانی بنا دیتا ہے' جو پتھر کو موم کر دیتا' اور جو سخت و سنگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہاڑوں کو خشیت الٰہی سے کپکپا دیتا ہے' کیا یہ ممکن تھا کہ ایک سچے اور قانت مسلمان کے قلب کی گہرائیوں میں اتر کر جذب و اثر اور عشق و محبت پیدا نہ کرتا؟ مس خام کو کندن بنانے والے قرآن نے بھی اپنی کیمیائی صفات سے مولانا آزاد پر جادو کیا' اور وہ اس اکسیر صفت کتاب کی عدیم النظیر ساحریت پر دل و جان سے فدا ہو گئے۔

اب کیا تھا؟ مولانا کو ہمہ وقت اسی کتاب حق کی جلوہ آرائیاں نظر آتی تھیں' اٹھتے' بیٹھتے' سوتے جاگتے اسی کا تصور و تخیل آرام جان تھا' اسی کا ذکر و ورد راحت دل تھا' اسی کی تلاوت و قرأت مجلی چشم و نگاہ اور مزکی قلب و روح تھی' سچ ہے ؎

نہ ہو گر عشق قرآں نور باطن ہو نہیں سکتا
نہ ہو طالع اگر خورشید تو دن ہو نہیں سکتا

﴿ الذین اٰمنوا و تطمئن قلوبھم بذکر اللّٰہ' الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب ﴾

انہی عاشقان خدا و رسولؐ اور فدائیان قرآن و حدیث کے حق میں فرمایا گیا ہے' جس کو قرآن پاک سے لگاؤ نہ ہو' اور جس کا دل کلام اللہ کی لگن سے خالی ہو' وہ نہ خدا کو پا سکتا ہے' نہ رسول اللہ کا مقام و مرتبہ سمجھ سکتا ہے' نہ اسلام اور اس کی تعلیمات اور اس کے فلسفیات کا علم رکھ سکتا ہے۔ گویا دین و دنیا کو سمجھنے اس میں کامیاب ہونے' مومن صادق بننے' اور معبود حقیقی سے لو لگانے کے لیے سب سے مقدم یہ ہے کہ وہ کتاب مبین کا شیدا بنے' اللہ نے اپنے کمال فضل و کرم سے مولانا آزاد پر ابر رحمت برسایا اور انہوں نے قرآن کے عشق ہی کی بدولت سب کچھ حاصل کیا' آج اگر مشرق و مغرب میں ان کا نام بلند ہے' تو یہ ساری عزت و عظمت کلام اللہ کی فدائیت کے طفیل ان کو تفویض ہوئی ہے۔

مولانا آزاد کے تعشق بالقرآن سے متعلق متعدد قصص و واقعات معروف ہیں جن کا ماحصل یہ ہے' کہ آپ سفر میں ہوتے یا حضر میں' جیل میں ہوتے یا گھر میں رنج میں ہوتے یا راحت میں' بہرصورت و بہرہیئت آپ کی زبان پر آیات قرآنیہ کا ورد ہوتا اور آپ نہایت ترتیل اور وجد آفریں ترنم سے ان کی تلاوت فرما کر حظ و لطف اٹھاتے اور اس طرح اپنی روح و دل کو لذت بخش غذا پہنچاتے۔ قید فرنگ میں آپ کے ایک رفیق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنداں مولانا اسد اللہ خان میرٹھی آپ کی قرآن سے محبت کی نسبت ایک واقعہ یوں لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا کی رہائش گاہ اسپتال کی باؤنڈری میں تھی' اور جیل کے دستور کے خلاف حضرت مولانا کا بنگلہ رات دن میں کسی وقت بھی بند نہ ہوتا تھا' مولانا اکثر رات کے آخری حصے میں چار بجے کے قریب اسپتال میں روزانہ ٹہلا کرتے تھے' اس وقت آپ اکثر عبا پہنا کرتے تھے' یہ ناچیز بھی گیارہ نمبر پارک سے اسپتال میں منتقل کر دیا گیا تھا' اس لیے مولانا کے اس انداز خرام کو روزانہ اسپتال کے اندر دیکھتا تھا' مولانا اس وقت بھی قرآن کریم کی آیات تلاوت فرماتے رہتے تھے' صبح کے سہانے وقت میں مولانا کا ترنم و لہجہ نہایت ہی دلکش معلوم ہوتا تھا' اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مولانا بے خودی کے عالم میں ہیں اور اسی عالم میں جو کچھ زبان پر آ رہا ہے' مست ہو کر پڑھ رہے ہیں' مولانا تقریباً چار ماہ میرٹھ جیل میں رہے' اس کے بعد آپ کو گونڈا جیل میں بھیج دیا گیا' جب تک آپ میرٹھ جیل میں رہے' آپ کی صبح خیزی و چہل قدمی کا یہ مشغلہ برابر جاری رہا۔" (الجمعیتہ آزاد نمبر)

ذرا جیل کا تصور آنکھوں کے سامنے لائیے' یہ وہ بدترین جگہ ہے' جہاں عام انسان یا تو فرط غم و الم اور عزیزوں کی مفارقت اور اسیری کی تکلیف کی وجہ سے سب طرف سے خیالات ہٹا کر آہ و گریہ میں مصروف رہتے ہیں' یا خدا تک کو فراموش کر کے ایسے مشاغل اختیار کرتے ہیں' جو مذہبی' اخلاقی' اور قانونی طور پر ناروا ہوتے ہیں' مگر آزاد کو دیکھئے کہ جیل میں سڑ رہے ہیں' اور انگریز نے بغاوت کے الزام میں ان کو کڑی سزائیں دے رکھی ہیں' مگر اس حالت میں بھی کلام الٰہی کا عشق بڑھتا اور ابھرتا چلا جا رہا ہے' اور کسی دوسری طرف اپنی نگاہ تخیل پھیرنے کی بجائے صرف مالک حقیقی اور اس کے بھیجے ہوئے کلام ہی سے لو لگاتے ہیں' اور اسی سے جی بہلاتے ہیں' غالباً ﴿ الذین یذکرون اللّٰہ قیاما و قعودا و علٰی جنوبھم ﴾ ایسے ہی ذاکران الٰہی اور عاشقان فرقان مجید کے حق میں کہا گیا ہے' اور یہی وہ بزرگ ہیں جو ﴿ و اذکر اسم ربک و تبتل الیہ تبتیلا ﴾ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایزدی حکم کی تعمیل میں شب و روز لگے رہتے ہیں۔

حکیم محمد الیاس صاحب کھوڑی کی زبان سے مولانا کی قرآن سے محبت کا ایک اور واقعہ سنئے:

"حضرت امام الہند رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۵۱ء میں جب مرکزی دارلعلوم دیوبند تشریف لے گئے' شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ' حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارلعلوم' مولانا حکیم سید محمد اسحاق صاحب کھوڑی رکن مجلس شوریٰ' حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں دارا لعلوم کی سیاحت فرما رہے تھے' جب راستہ میں قرأت کی ایک درس گاہ سے گذرے' مولانا کے کان میں قرأت کی آواز پڑی' آپ درس گاہ کی طرف لپکے' اور درس گاہ کے دروازہ پر جا کر چھڑی پر دونوں ہاتھ رکھ کر مؤدبانہ کھڑے ہو گئے' اور بہت خاموشی سے قرأت سنتے رہے' آنکھیں تر تھیں' جب رکوع ختم ہو گیا' تو قاری صاحب نے احتراماً اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا' مولانا نے فرمایا' اپنی جگہ پر تشریف رکھیے' اور دوبارہ پڑھیے' چنانچہ کافی دیر تک سنتے رہے' اسی طرح جب باب الظاہر سے فارغ ہو کر نیچے اترنے کے لیے زینہ پر پہنچے' تو حضرت مہتمم صاحب نے بطور معذرت مولانا سے فرمایا' کہ آج آپ کو کافی تکان ہو گئی ہے' مولانا آزاد نے فرمایا' کہ ہاں! مگر میں آپ سے اس کا بدلہ لے لوں گا' اگر آپ میری تکان دور کرنا چاہتے ہیں' تو قرآن شریف کا رکوع سنوا دیجیے۔ چنانچہ باب الظاہر سے اتر کر درس گاہوں کی سیر کراتے ہوئے صدر القراء حضرت مولانا حافظ قاری حفظ الرحمان صاحب کی درس گاہ میں لے جایا گیا' مولانا آزاد کمرے میں داخل ہو کر قاری صاحب کے سامنے بیٹھ گئے' قرأت کی مشق سننے لگے' اثناء درس میں مولانا نے فرمایا' قاری صاحب! ذرا تدریس بند کر کے ایک رکوع سنا دیجیے' قاری صاحب نے سورۂ ملک کا پہلا رکوع شروع کیا' مولانا آزاد کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے' جب رکوع ختم' ہوا مولانا نے فرمایا: ﴿ بارک اللہ لنا و لکم فی القرآن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحمید' جزاک اللہ! ﴾ (آزاد نمبر)

اللہ اکبر! یہ کیفیت ہوتی ہے' شیدایان قرآن کے پاک قلوب کی' کہ جب وہ خود تلاوت کرتے ہیں یا دوسروں سے قرأت سنتے ہیں' تو اس کی اکسیری تاثیر سے ان پر عجیب قسم کی کیفیت طاری ہوتی ہے اور ان کو اپنے آپ کی شدھ بدھ نہیں رہتی' مولانا آزاد بھی کلام خدا کے ایسے ہی عشاق میں سے تھے' کہ جب خود آیات بینات پڑھتے یا کسی سے استماع کرتے' تو ان کا رواں رواں مسحور و بے خود ہو جاتا' اور بعض دفعہ تو اسی بے خودی کے عالم میں وارفتہ ہو کر اپنے سینے پا سرین پر ہاتھ مارنے اور جھومنے لگتے اور اس کے ساتھ بے اختیار ٹپ ٹپ آنسو بھی گرنے لگتے' مولانا نے اس حالت کا نقشہ ایک دفعہ خود اپنے موقلم سے کھینچا۔ فرمایا:

"خدا جانے وہ کون لوگ ہیں' جو قرآن پڑھتے یا اس کی آیات دوسروں سے سنتے ہیں تو ان کی حالت ایسی ہی نظر آتی ہے' جیسے ان پر کوئی اثر ہوا ہی نہیں' لیکن میں اپنی حالت کیا بتاؤں' قرآن کو نازل کرنے والے کی قسم کھا کر کہتا ہوں' کہ جب میں کلام اللہ کی دو چار آیات پڑھتا یا کسی سے سنتا ہوں' تو بے قرار ہو جاتا ہوں' اور زار و قطار میری آنکھیں آنسو برسانے لگتی ہیں' دل خوف خدا سے کانپ اٹھتا ہے۔ اور جسم نیم جان میں قوت ہی نظر نہیں آتی۔"

(البلاغ)

حضرت مولانا کا یہی وہ عشق قرآن تھا' جو چشمہ صافی کی طرح پھوٹ پھوٹ کر ان سے بہتا تھا' اور اس کی سوتیں دوسروں کو بھی سیراب کرتی تھیں' آپ کی یہ قرآنی فدائیت بالآخر' "ترجمان القرآن" کے روپ میں ظاہر ہوئی' جس کی تفصیل دوسری جگہ درج ہے' یہ قرآن ہی کی شیدائیت تھی' کہ آپ اپنی ہر تحریر و تقریر میں آیات مقدسہ کا یوں حوالہ دیئے جاتے تھے' کہ جیسے قرآن آپ کی مادری زبان ہو' اور کلام اللہ شریف پر اس قدر حاوی صرف وہی خوش نصیب ہو سکتا ہے' جس کو اللہ سے حقیقی لگاؤ ہو' اور جو اس کے ایک ایک لفظ پر مرمٹا ہو۔ اللھم ارفع درجاتہٗ!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزاد کا تفقہ فی القرآن والحدیث

جناب رسول خدا ﷺ نے اپنی ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے' کہ ﴿ من یرد اللہ بہ خیرًا یفقھہ فی الدین ﴾ (صحیحین عن ابی ہریرہؓ) یعنی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا اور جس کو درست اور نیک رستے پر چلانا چاہتا ہے' اس کو دین کے معاملہ میں فقاہت عطا فرما دیتا ہے' مطلب یہ کہ خداوند تعالیٰ جس شخص کو لائق اور قابل دیکھتا ہے' کہ اس سے مذہب اسلام' اور ملت کو گوناگوں فوائد حاصل ہوں گے' تو اس کو شریعت کے مسائل و احکام کو سمجھنے اور قرآن و حدیث کے ارشادات کے معانی و مطالب جاننے کی سوجھ بوجھ دے دیتا ہے' اور ﴿ و لقد یسرنا القراٰن ﴾ کے دعوائے الٰہی کے مطابق کتاب و حکمت کے اسرار و رموز کو آسانی سے معلوم کر لینے کی صلاحیت اس میں پیدا ہو جاتی ہے:

مولانا ابوالکلام آزاد بھی ان بزرگوں میں تھے' جن کو خدائے قدوس کی طرف سے قرآن کریم اور حدیث شریف کی فقاہت عطا ہوئی تھی' مولانا کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ملتا' جس میں انہوں نے اپنی کسی تحریر و تقریر میں آیات اللہ اور فرمودات رسول اللہ ﷺ سے استدلال نہ فرمایا ہو' قرآنی آیتیں اور حدیث کی روایتیں ایسی صحت کے ساتھ عین موقعہ محل پر بیان فرماتے' جیسے خاص اسی موقع اور اسی وقت کے لیے خدا اور نبیؐ کی زبان سے نکلی تھیں' اور یہی ان کے تفہیم و تفقہ کا کمال ہے' جو قارئین اور سامعین کو انگشت بدندان کر دیتا تھا' جلسہ ہو رہا ہے کانگریس کا- اور مولانا نے اس میں وطنیت و حریت سے متعلق تقریر کرنی ہے' تو وہاں تقریر کے ایک ایک فقرے میں کلام اللہ اور کلام الرسولؐ ﷺ کے حوالے دیئے جا رہے ہیں' اور جو کچھ کہنا ہے' اسے قرآن و حدیث ہی کی رو سے درست اور بجا ثابت کیا جا رہا ہے' آزاد کا قلم چاہے کسی موضوع پر اٹھتا اور ان کی زبان خواہ کسی عنوان پر کھلتی' لیکن اپنی خاص ادا کے ساتھ دوسری دل فریبیاں پیدا کرنے کے علاوہ جب قدم قدم پر آپ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے استشہاد کرتے' تو تحریر و تقریر کی لذتوں اور لطافتوں میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا' اور لطف یہ کہ آپ کے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرز خاص پر مسلمان بھی جھوم جھوم اٹھتے' غیر مسلم بھی وجد و سرور میں مست ہو ہو جاتے' اور ان کے ایک ایک لفظ کو خراج تحسین پیش کیا جاتا:

مولانا آزاد کی ایسی فقاہت کے کئی نمونے ان کے سوانح میں ملتے ہیں' مثلاً مرحوم ایک مضمون سپرد قلم کرتے ہیں جس میں آپ نے ایک فاتح اور ایک پیغمبر کا امتیاز دکھانا ہے' ذرا دیکھیے' کہ آپ اس میں کتاب و حکمت کے کیسے کیسے ناسفتہ موتی پروتے ہیں' لکھتے ہیں:

"ایک فاتح جب ملک گیری کے ارادہ سے میدان جنگ کا رخ کرتا' ہے تو دہل و طبل کے غلغلے اور قرنا و چنگ کے ترانے خیر مقدم بجالاتے ہیں' سر پر پرچم لہراتا ہے' چتر شاہی آفتاب کی شعاعوں کو بھی اس کی طرف نگاہ کرم سے دیکھنے نہیں دیتا' جاہ و جلال کا یہ دیوتا میدان جنگ میں ایک مجسمہ کی طرح کھڑا ہوتا ہے' اور تمام فوج اس مرصع بت کے گرد طواف کرنے لگتی ہے' عظمت و جبروت کا یہ منظر دنیا کو بھی مرعوب کرتا ہے اور خود اس فاتح کا سر بھی بادۂ کبر و نخوت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک پیغمبر کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے' وہ گھر سے نکلتا' تو (مخلصین و مومنین کی ایک جماعت ساتھ ہوتے ہوئے بھی) اپنا رفیق سفر صرف خدا کو بناتا ہے' اور کہتا ہے ﴿ اللّٰھم انت الصاحب فی السفر و الخلیفة فی الاھل' اللّٰھم انی اعوذبک من و عثاء السفر کابة المنقلب و سواء لمنظر فے الاھل و المال ﴾ نبی سواری کی پشت پر قدم رکھتا ہے' تو خدا کا شکر ادا کرتا ہے' ﴿ الحمدللّٰہ الذی سخرلنا ھذا ﴾ وہ سفر سے واپس لوٹتا ہے' تو اپنے خدا کی حمد و ثناء کا ترانہ گاتا ہوا ﴿ ائبون تائبون عابدون لربنا حامدون ﴾ کہتا ہوا' پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھتا ہے' اور غلغلہ تکبیر بلند کرتا ہے' تو ترنم ریز تسبیح و تہلیل ہوتا ہے' فوج کو روانہ کرتا ہے تو اس کو نہ غرور و طاقت کی یاد دلاتا ہے' نہ اس کے جوش کو دو آتشہ کرتا ہے' نہ پرانی بہادریوں کے ذکر سے اس کے دلوں کو گرماتا ہے' بلکہ اس کے دین' اس کی امانت اور اس کے اعمال و نتائج کو خدا کے سپرد کر کے رخصت کرتا ہے ﴿

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استودع اللّٰہ دینکم و امانتکم و خواتیم اعمالکم ﴾ وہ منزل پر اترتا ہے تو نہ شاہانہ خیمے نصب ہوتے ہیں' نہ فرش و بساط سے زمین آراستہ ہوتی ہے' وہ خدا کا نام لے کر فرش زمین پر ہی لیٹ جاتا ہے اور اپنی حفاظت کی خدمت خود زمین اور اس کے خالق کے سپرد کر دیتا ہے ﴿ یا ارض ربی و ربک اللّٰہ اعوذ باللّٰہ من شرک و شرما فیک و من شرما یدب علیک ﴾ وہ گھر واپس پہنچتا ہے' تو سب سے پہلے مسجد کا رخ کرتا ہے' اور دو رکعت نماز ادا کر کے سجدۂ شکر و رضا بجالاتا ہے۔ فتح و ظفر کی خبر آتی ہے تو اس کے سامنے شادیانے بجتے ہیں نہ عیش و طرب کے ترانے گائے جاتے ہیں نہ کسی شاہانہ جشن کی تیاری ہوتی ہے۔ اس کی تمام مسرت و جشن ایک سجدۂ شکر ہوتا ہے' میدان جنگ میں دشمنوں کے ہاتھوں شدید زخم لگتا ہے' تو وہ طیش و غضب کا بگولہ بن جانے کی بجائے اپنے اللہ ہی سے رجوع کرتا ہے' اور کہتا ہے' ﴿ رب اغفر لقومی فانھم لا یعلمون ﴾ مختصر یہ کہ ایک فاتح میدان جنگ میں سرپر غرور' مگر ایک پیغمبر جبین نیاز ہوتا ہے' ایک بادشاہ جب زبان خود ستا ہوتا ہے' ان ہی لمحوں میں ایک پیغمبر زبان شکر گذار بن جاتا ہے' میدان جنگ میں ایک بادشاہ غیظ و غضب کا آتش کدہ' مگر ایک داعی حق یہاں بھی رحم و کرم کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے' کہ ان دونوں متضاد حالتوں کا انجام بھی نہایت مختلف اور عبرت خیز ہوتا ہے' بادشاہوں کے سرپر غرور بار بار ٹھکرا دیئے گئے' لیکن کسی داعی برحق کی جبین نیاز خاک مذلت سے آلودہ نہ ہوئی' بادشاہوں کی زبان خود ستا بارہا مذلت کے ساتھ خاموش کر دی گئی' لیکن ایک داعی الٰہی کا نغمہ حمد و شکر ہمیشہ دنیا کی فضاؤں میں گونجتا رہا۔ بادشاہوں کے غیظ و غضب کے شعلے بارہا بجھا دیئے گئے مگر انبیاء و رسل کے دریائے کرم کو دنیا کے خس و خاشاک کبھی روک نہ سکے' ﴿ و لقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین' انھم لھم المنصورون و ان جندنالھم الغالبون ﴾ (الجمعیتہ آزاد نمبر)

سبحان اللہ! حضرت مغفور نے کس خوبی و جوش اسلوبی کے ساتھ فاتح اور پیغمبر کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرق قرآن کریم اور حدیث شریف سے بتایا ہے' کہ زبان قلم چوم لینے کو جی چاہتا ہے' کتاب و حکمت کا یہی وہ تفقہ ہے' جو ایک سچے مسلمان کے قلب و روح کو یُزَکِّیْھِمْ کی بشارت دیتا ہے' اور اس کے میل کچیل کو اپنے فضل سے دھو ڈالتا ہے' ﴿ و ذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشآء ﴾

خط و کتابت ایک عام چیز ہے' جس کو عموماً کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے' اور اس میں بالعموم ایسی باتیں ہوتی ہیں' جو دوسروں کے لیے جذب و کشش اور سود و نفع کا موجب نہیں ہوتیں' لیکن مولانا آزاد نے اپنے خطوط میں بھی علم و حکمت کی گوہر فشانی کی ہے' اور اپنی اسی فقاہت قرآن و حدیث کو اس میں بھی خوب درخشاں کیا ہے' آپ کی خط و کتابت کے دو مجموعے زیور طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں' اس کے ایک دو نمونے ملاحظہ کیجیے۔

مولانا غلام رسول مہر اپنے ایک مکتوب میں مولانا سے شکایت کرتے ہیں' کہ مدت سے آپ کے ساتھ ملاقات نہیں ہو سکی' اس کے جواب میں مولانا نے تحریر فرمایا:

"ایک حدیث قدسی ہے ﴿ من تقرب الی شبر تقربت الیہ ذراعا ﴾ جو ایک بالشت میرے قریب آتا ہے میں ایک ہاتھ اس کے قریب جاتا ہوں' عمر بھر میری یہ کوشش رہی ہے' کہ اس وصف کے تعلق سے محروم نہ رہوں۔ اب بھی اس پر عامل ہوں اور عامل رہوں گا۔"

ہزار بار و صد ہزار بار بیا

کیا لطف کی بات ہے کہ ذکر ہو رہا ہے' عام ذاتی ملاقات کا' اور پیش کی جاتی ہے ایک حدیث جو گویا خاص اسی موقع کے لیے ارشاد فرمائی گئی تھی' اس کا نام ہے فقاہت!

ایک صاحب نے اپنی شادی کے متعلق مولانا کو اطلاع دی' اور اس تقریب میں شامل ہونے کے لیے ان سے استدعا کی' مولانا جواب میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اس تقریب کو برکت و سعادت کا موجب بنائے اور تمہاری یہ نئی زندگی ہر اعتبار سے کامیاب ہو' میں اس موقع پر تمہیں یاد دلاؤں گا' کہ بہ حیثیت مسلمان ہونے کے تمہیں چاہیے' ازدواجی زندگی یعنی شادی کی زندگی کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ تصور اپنے سامنے رکھو' جو قرآن حکیم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔"

﴿ و من اٰیاتہٖ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا و جعل بینکم مودۃ و رحمۃ ان فی ذٰلک لایات لقوم یتفکرون ﴾

"خدا کی حکمت کی نشانیوں میں ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم ہی میں سے جوڑے پیدا کر دیئے' (یعنی مرد کے لیے عورت اور عورت کے لیے مرد)۔" لیکن خدا نے ایسا کیوں کیا؟ اس لیے کہ تمہاری زندگی میں تین چیزیں پیدا ہو جائیں' جن تین چیزوں کے بغیر تم ایک مطمئن اور خوش حال زندگی حاصل نہیں کر سکتے وہ تین چیزیں یہ ہیں' سکون' مؤدت اور رحمت' ﴿ لتسکنوا الیھا و جعل بینکم مودۃ و رحمۃ ﴾ سکون عربی میں ٹھہراؤ اور جماؤ کو کہتے ہیں' مطلب یہ ہوا کہ انسان کی طبیعت میں ایسا ٹھہراؤ اور جماؤ پیدا ہو جائے کہ زندگی کی بے چینیاں اور پریشانیاں اسے ہلا نہ سکیں' مؤدۃ سے مقصود محبت ہے' قرآن کہتا ہے' ازدواجی زندگی کی تمام تر بنیاد محبت پر ہے' شوہر بیوی سے' اور بیوی شوہر سے اس لیے رشتہ جوڑتی ہے' تاکہ ان کی ملی جلی زندگی کی ساری تاریکیاں محبت کی روشنی سے منور ہو جائیں۔"

ایک صاحب نے اپنے خط میں مولانا سے استفسار کیا کہ ابن جوزی اور ابن تیمیہ ایسے محدثین نے یہ جو صوفیہ پر کڑی تنقیدیں کی ہیں آپ کی رائے میں ان کی کیا حیثیت ہے' جب کہ محدثین میں شاہ ولی اللہ اور ان کے خلفاء سید احمد بریلوی' مولانا عبداللہ غزنوی وغیرہم کو صوفیہ میں شمار کیا جاتا ہے' یہ سوال ذرا طویل تھا' مگر آزاد مرحوم نے چند ہی فقروں میں جامع و مانع جواب تحریر فرمایا اور خوب تحریر فرمایا۔ آپ نے لکھا کہ:

"تم نے اپنے افکار و عقائد کا جو کچھ حال لکھا ہے' اس سے نہایت خوشی ہوئی' اللہ تعالیٰ علم و عمل اور حق کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ ابن جوزی و ابن تیمیہ وغیرہما محدثین نے صوفیہ کے خلاف جو کچھ لکھا ہے' اس سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہ ہو گا' کہ یہ لوگ صوفیائے کاملین کے مخالف تھے' خود ابن تیمیہؒ نے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ذکر بڑے احترام سے کیا ہے' اور ان کے شاگرد ابن قیمؒ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"منازل السائرین" کی شرح لکھی ہے آپ نے میرے شخصی تاثرات دریافت کیے ہیں' میں زندگی بھر کی کدو کاوش کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس راہ میں طمانیت قلب کا مقام بغیر ذوق و حال کے میسر نہیں آتا ﴿ و من لم یذق لم یدر ﴾ اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو نوافل تہجد کی مداومت کرو۔ فرائض کے علاوہ تمام نمازیں حتیٰ الوسع تنہائی میں پڑھی جائیں اور استحضار قلب کی پوری پوری کوشش کی جائے' کمیت سے زیادہ کیفیت کا لحاظ رکھنا چاہیے' اور اس بات سے افسردہ خاطر نہیں ہونا چاہیے کہ فوراً کشود کار نہیں ہوتا' اگر استقامت کے ساتھ سعی جاری رہی' تو بحکم ﴿ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ﴾ کشود کار یقینی ہے' طلب و سعی کی زندگی بجائے خود اپنے اندر لذت و حلاوت رکھتی ہے' اس سے اپنے آپ کو محروم کیوں رکھیں۔"

دیکھا آپ نے' کہ حضرت موصوف نے تقریر و خطبات اور مقالات علمیہ تو رہے الگ' اپنے عام خطوط میں بھی کس طرح علم و فقاہت اور بالغ نظری کا مظاہرہ کیا ہے؟

رہی یہ بات' کہ مولانا کو قرآن حکیم اور حدیث شریف کی یہ فقاہت کیسے ملی؟ اور انہوں نے اس کا شرف کمال کیونکر حاصل کیا؟ تو اس کا مختصر سا حال حضرت نے خود ہی تحریر فرمایا ہے' لکھتے ہیں:

"جب کوئی انسان ایک ہی چیز کے تصور و تخیل میں اپنے دل اور دماغ کو وقف کر دیتا ہے' تو اسی چیز کا عکس اور نقشہ ہر لحہ اس کے سامنے رہنے لگتا اور اس کو ہر آن متاثر کرتا رہتا ہے۔ جو لوگ برائی کا تصور جمائے بیٹھے ہیں انہیں ہر وقت اٹھتے بیٹھتے ہر طرف برائی ہی برائی نظر آتی ہے' اور وہ اس میں اس قدر ماہر کامل ہو جاتے ہیں' کہ شیطانوں کو بھی ان سے پناہ مانگنا پڑتی ہے' اور ان کی شرارت سے بھرپور اسکیمیں ہر جگہ خوف و ہراس پیدا کر دیتی ہیں' مگر جو لوگ نیکی کے تخیل میں محو رہتے ہیں' ان کے پیش نگاہ نیکیوں کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا' اور اسی میں مہارت تامہ حاصل کرتے ہیں' اسی طرح جو انسان قرآن کریم' حدیث نبوی اور دوسرے علوم دینیہ کے تحصیل و تصور میں غلطان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے اور انہی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لے' تو وہ نبی کریم ﷺ کے بعد اگرچہ مرتبہ نبوت نہیں پا سکتا' مگر صالحین میں تو ضرور شامل ہو سکتا ہے۔ لیکن قرآن کریم' حدیث رسول اللہ ﷺ اور دیگر علوم دینیہ کے اسرار و نکات اسی پر کھلتے ہیں' اور اسی کو یہ عرفان حاصل ہو سکتا ہے' جس کے قلب مصفّٰی میں ان کا دریائے عشق ہر وقت رواں اور موجزن رہتا ہے' ایسے خوش نصیبوں کے دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں دماغ کی بلندیاں اور اونچی ہو جاتی ہیں' اور ان کا کوئی ثانیہ ایسا نہیں گذرتا جس میں علوم الٰہی اور علوم نبوی کے رموز و معارف ان کو اپنا مستانہ نہیں بنا لیتے' اللہ کا شکر ہے' کہ یہ عاجز بھی اس قسم کا عشق اپنے اندر رکھتا ہے' اور اسی کی بدولت قرآن فہمی اور حدیث دانی پا سکتا ہے۔" (البلاغ)

مولانا کی اس نگارش سے ثابت ہوا کہ جب تک کسی کے دل میں قرآن حکیم اور حدیث شریف کی محبت' عشق کے درجہ تک نہ پہنچی ہو' اور جب تک کوئی شخص اسی عشق میں ہر وقت محویت نہ دکھائے' اس وقت تک قرآن و حدیث کی حقیقی فقاہت حاصل نہیں ہو سکتی۔ علاوہ بریں اس سے یہ بھی راز کھلا' کہ فقہ کے یہ معنی نہیں ہیں' کہ انسان قیاسی اور ظنی باتوں پر ایمان رکھے اور اپنی رائے' اپنے اجتہاد کو منظر عام پر لائے' بلکہ یہ ہیں' کہ جو کچھ کہے قرآن و حدیث کی زبان سے کہے' بالفاظ صحیح فقیہہ وہی ہے' جو ہر بات' ہر مسئلہ اور ہر معاملہ میں قرآن و حدیث پر چلتا ہو' کتاب و سنت سے تمسک رکھتا ہو اور دوسروں کے آراء و قیاسات سے سخت محترز رہتا ہو۔

مولانا آزاد کے قرآن و حدیث کا یہ تفقہ و تفہم کوئی مسلمانوں ہی کو حیرت کی انگلیاں نہیں چبواتا تھا' غیر مسلم بھی اس سے ششدر بلکہ بسا اوقات پریشان ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی اس عجیب و غریب فقاہت اور رسوخ فی العلم کے چرچے انگریز کے گھر تک بھی پہنچے اور ہندوستان کی برٹش گورنمنٹ آپ کی قرآن فہمی اور حدیث دانی کو نہ صرف بنظر استعجاب دیکھنے لگی' بلکہ اس سے اس کے ایوانوں میں ایک کھلبلی مچ گئی' برٹش انڈیا کے جی حضوری اور نیم سرکاری انگریزی جرائد مولانا کے اس دینی تبحر کو

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشویش ناک نگاہوں سے دیکھنے لگے' اور اپنے ادارتی مضامین میں حکومت برطانیہ کو پر زور مشورے دینے لگے' کہ اس خطرناک شخص کی قرآن دانی اور حدیث فہمی پر کڑی نگرانی رکھی جائے' چنانچہ مدراس میل' ٹائمز آف انڈیا اور پاؤنیئر ایسے اخبارات نے تو دل کھول کر مولانا کے خلاف لکھا ان میں سے پاؤنیئر اخبار سب سے پیش پیش تھا' اس نے اپنے ایک اداریہ میں یہاں تک لکھ دیا کہ:

"برطانوی ہند میں ایک شخص ابوالکلام آزاد ہے' جو انڈیا کی برٹش گورنمنٹ کے لیے درد سر بنا ہوا ہے' اور حیرت یہ ہے کہ یہ شخص اب تک آزاد ہے' اور نہایت بے باکی سے اپنے قلم کو تیغ براں کی طرح چلائے جا رہا ہے۔ یہ شخص ہفت روزہ "الہلال" کا ایڈیٹر ہے' جو اپنے باغیانہ مضامین کی ایک ایک سطر میں قرآن اور حدیث کے حوالے دیتا ہے' اور قرآن و حدیث سے ہی انگریز کے خلاف بغاوت کا جواز ثابت کرتا ہے' اس کی تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے' کہ قرآن اور حدیث میں ہندوستان' ہندوستانی مسلمانوں بلکہ ساری دنیا کو کامل آزادی دینے دلانے کے ہی مضمون درج ہیں' اور بعض وقت تو ایسا معلوم ہوتا ہے' کہ گویا قرآن اس شخص پر اسی غرض سے اترا ہے' کہ وہ لوگوں کو حکومت کے خلاف مشتعل کرتا اور آزادی پانے کے لیے ابھارتا رہے یہ شخص بلا کا قرآن فہم اور حدیث دان ہے جس کی تحریر کا ہر لفظ گو قرآن یا حدیث کا ترجمہ نہیں ہوتا' لیکن اپنی ہر سطر اور ہر فقرے میں قرآنی آیات اور حدیثیں ایسی خوبی سے درج کرتا ہے' کہ موقع و محل اور سیاق و سباق کے لحاظ سے وہ قرآن و حدیث کا ترجمہ ہی معلوم ہوتی ہیں' برٹش گورنمنٹ یہ سب کچھ دیکھتی ہے اور چپ سادھے ہوئے ہے اور اس کو گرفتار نہیں کرتی ہے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ اس شخص پر اور اس کی تحریر کے ایک ایک لفظ پر احتساب کیا جائے' ورنہ کسی وقت یہ قیامت بن کر اس کو تباہ کر دے گا۔ اور ایسا انقلاب لائے گا کہ اس کی پیدا کی ہوئی بغاوت کسی طاقت سے نہ دب سکے گی۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرض مولانا کا یہ تفقہ دینی حلقوں تک ہی محدود نہ رہا' بلکہ سیاسی حلقوں کو بھی اس نے دیدے پھاڑنے پر مجبور کر دیا' اور حکومت کے محلات میں اس نے محشرستان قائم کر دیا' اس وقت کے وائسرائے لارڈ ریڈنگ نے آپ کی قرآن دانی اور حدیث فہمی کی رپورٹ ایک دفعہ انگلستان بھی بھیجی تھی' اور لکھا تھا' کہ ہندوستان کے بعض مسلمان علماء تاج برطانیہ کے خلاف جو بغاوت کیے ہوئے ہیں' اس کو اپنی مذہبی کتابوں سے ثابت کرتے ہیں' انہی علماء میں سے ایک مولانا آزاد ہیں' جو سب پر تفوق و برتری رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب کبھی مولانا کو گرفتار کر کے عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کیا جاتا' تو اس وقت بھی آپ اپنے بیانات میں قرآن کریم اور حدیث نبوی ہی سے استشہاد فرماتے' جس سے حاکم عدالت سخت پریشان ہو جاتا۔ اور حق تو یہ ہے کہ آزاد مرحوم اپنی عالمانہ شان اور دینی فقاہت کی ایک ایسی مثال قوم میں چھوڑ گئے ہیں جس کی اگر پیروی کی جائے' تو مسلم قوم کو کئی قسم کے روحانی جسمانی' انفرادی اور اجتماعی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں' باذن اللہ تعالیٰ۔

حدیث سے شیفتگی

مومن صادق اور مسلم قانت کو اپنی دنیوی اور اخروی زندگی نمونہ فردوس بنانے کے لیے جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے پاک کلام پر ایمان لانا اور اس سے والہانہ محبت رکھنا لازم ہے' وہاں یہ بھی اشد ضروری ہے' کہ اللہ کے مقدس رسول اللہ ﷺ اور حضور ﷺ کے ارشادات گرامی یعنی حدیث و سنت سے گہری محبت رکھی جائے' یعنی فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ہونا لازم ملزوم ہیں' اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ اور قرآن کریم سے عقیدت و پیار رکھتا ہے' لیکن رسول اللہ ﷺ اور ان کے فرمودات سے محبت کا اظہار نہیں کرتا تو اللہ اور قرآن پر اس کی محبت کا اظہار کرنا بیکار اور عبث ہے۔ کلام اللہ میں ایک مرتبہ نہیں متعدد مرتبہ اس اہم نکتے کو دہرایا گیا ہے ﴿ و من یطع اللہ و رسولہ --- اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور و ما اتاکم الرسول فخذوہ ﴾ ایسی آیات مبارکہ میں واضح طور پر کہا گیا ہے' کہ جب تک رسول اللہ ﷺ اور ان کی سنت سے نہایت گہرا تعلق نہ رکھو گے' اس وقت تک نہ تمہاری شفاعت ہو سکے گی نہ نجات۔ اور نہ کوئی اچھے سے اچھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل قبولیت پا سکے گا۔

مولانا ابوالکلام آزاد ان بزرگوں میں تھے' جنھوں نے اس راز کو پایا اور بہت خوبی سے پایا' اور قرآنی احکام کو سمجھ کر حدیث رسول اللہ ﷺ سے پریت لگائی وہ محب قرآن تو تھے ہی' مگر اس محبت میں ان کو یہ راہنمائی بھی نصیب ہو گئی کہ یہ محبت اور والہیت اس وقت تک تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی جب تک حدیث و سنت سے دلی پیار پیدا نہ ہو' پس انھوں نے کتاب حق کے ساتھ ساتھ حدیث شریف سے بھی الفت لگائی' اور ان دونوں وحیوں کو ایمان و انقیاد اور عقیدت و محبت کے درجہ میں برابر برابر رکھا۔ ہم مولانا کے اتباع کتاب و سنت کے سلسلے میں ان کی تحریر کا یہ اقتباس درج کر چکے ہیں۔

"جو کوئی اللہ سے محبت کا دعوے دار ہے' تو اسے چاہیے' اللہ کے رسول کی پیروی کرے' اللہ کی محبت کا دعویٰ اور اس کی راہ بتلانے والے کی پیروی سے انکار ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ مسلمانوں کے لیے اصلی دین یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کریں اور اللہ کے رسول کی اطاعت کریں اور جو لوگ ان میں سے صاحب حکم و اختیار ہوں ان کی اطاعت کریں۔ اس حکم سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اپنے تمام مذہبی اختلافات کے لیے قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنا چاہیے نہ کہ انسانوں کے اقوال و آراء کی طرف۔" (ماخوذ از ترجمان القرآن)

اپنی اس نگارش میں انھوں نے صاف الفاظ میں بتا دیا ہے' کہ اللہ سے محبت رکھنے والے اور اللہ کے رسول سے دور رہنے والے ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے' اور اپنے ایمان کو مکمل نہیں کر سکتے' جیسے کہ آج کل منکرین حدیث کی روش ہے' کہ بظاہر کتاب اللہ پر فریفتہ نظر آتے ہیں' اور خدا تعالیٰ کے شیدائی دکھائی دیتے ہیں' لیکن اس کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ اور حضور کی حدیث و سنت سے نہ صرف انکار کرتے ہیں' بلکہ سخت ترین عداوت رکھتے ہیں اور ارشاد نبوی ﴿ و من عصانی فقد عصی اللّٰہ ﴾ کی زد میں آتے ہیں۔

مولانا مرحوم یہ کبھی برداشت نہ کرتے تھے' کہ ایک شخص مسلمان کہلائے' اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر وہ حدیث سے محبت نہ رکھے اور سنت کی اطاعت نہ کرے۔ آپ ان مسلمانوں کو حیرت و تاسف کی نگاہ سے دیکھتے تھے جو ہیں تو مسلمان' لیکن یا تو حدیث و سنت کے منکر ہیں یا تارک۔ ایک بار لاہور کے ایک جلسہ میں فرمایا کہ:

"اگر آج بھی مسلمان من حیث الاجتماع کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کو حرز جان بنالیں' اور ان دونوں پر خلوص نیت اور صدق دل سے عمل کرنے کا عہد کر لیں' تو نہ صرف ان کی غلامی اور کمتری کی زنجیریں کٹ جائیں' بلکہ ساری دنیا کی سلطنتیں ان کے قدم چومنے میں فخر محسوس کریں اور ان کی زندگی پر ملائکہ بھی رشک کرنے لگیں۔" (حمایت اسلام)

اسی طرح ایک دفعہ کلکتہ میں ایک عظیم الشان اسلامی اجتماع ہوا جس میں مختلف خیال و عقیدہ کے مسلمان شریک ہوئے اس وقت مولانا آزاد نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔"

"میں تم سے اور کچھ کہنا نہیں چاہتا' صرف یہ بتا دینا چاہتا ہوں' کہ اگر دنیا اور آخرت کی زندگی میں کامگار ہونا چاہتے ہو' تو مادی طاقتوں کا خوف سے دل نکال دو' اور صرف اللہ سے ڈرتے رہو' خدا اور رسول سے عشق لگاؤ' قرآن اور حدیث کی لگن پیدا کرو' کہ کامرانی کا یہی سیدھا اور صحیح راستہ ہے۔" (الہلال)

اب ذرا مولانا کی ایک اور تحریر دیکھیے----- ایک بار کسی مجلس میں نزول مسیح علیہ السلام کے متعلق آپ سے مسئلہ پوچھا گیا' اور اسی سلسلے میں یہ بھی استفسار ہوا' کہ حدیث و سنت کے بارے میں آپ کیا رائے رکھتے ہیں؟ مولانا آزاد نے اس کے جواب میں فرمایا:

"آپ پوچھتے ہیں' کہ احادیث کے بارے میں میرا کیا عقیدہ ہے؟ میں اس کا آپ کو کیا جواب دوں؟ یہ سوال آپ اس شخص سے کر رہے ہیں' جو اپنی تحریرات میں نہ صرف حدیث کو حجت اور واجب العمل ثابت کر چکا ہے بلکہ جس کو اس فہم کی توفیق ملی ہے کہ ﴿ و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ ﴾ میں "حکمت" سے مقصود "سنت" ہے اور جس نے جابجا مقدامؓ کی روایت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استدلال کیا ہے کہ ﴿ الا انی اوتیت القرآن و مثله معه۔ یوشک رجل شبعان علی اریکته یقول علیکم بهٰذا القرآن فما و جدتم فیه من حلال فاحلوه و ما و جدتم فیه من حرام فحرموه ﴾ اتنا ہی نہیں' بلکہ جس کی تمام قلمی جد و جہد یکسر دعوت اتباع کتاب و سنت پر مبنی رہی ہے' اور جس کے عقیدہ میں کتاب کا ہر وہ اتباع' اتباع ہی نہیں جو سنت کے اتباع سے خالی ہو ؎

ایں دو شمع اند کہ ازیک دگر افروختہ اند

مولانا کی اس تحریر کو پڑھ کر غور کرنا چاہیے' کہ سچی محبت اس کا نام نہیں' کہ انسان کسی سے محبت لگائے' تو پھر محبوب کی پرواہ ہی نہ کرے اور اس کی کسی بات کی طرف متوجہ نہ ہو' سچی محبت یہ ہے کہ محبوب کی ہر ادا سے لطف اٹھایا جائے' اس کے ہر ایک حکم کی فوراً تعمیل کی جائے' اور کسی چون و چرا اور حیل و حجت کے بغیر اس کی ہر بات پر سر تسلیم خم کیا جائے' جو بزرگوار اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک پر جان و دل سے فدا ہوتے ہیں' وہ اپنی فدائیت کا اظہار یوں کرتے ہیں' کہ ان کے مقدس کلام کے ایک ایک لفظ کو فرط محبت سے پڑھتے' اس کے معانی سمجھ کر قلب و روح میں جذب و اثر لیتے اور خلوص نیت سے ایک ایک ارشاد کی تعمیل میں لگ جاتے ہیں' مگر جو لوگ محض اوپری اور ظاہری محبت رکھتے ہیں' ان کے دلوں میں کھوٹ ہوتا ہے' وہ زبان سے تو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے سوکھے اور بے معنی نعرے لگاتے ہیں' مگر اللہ اور رسول ﷺ جو حکم دیتے ہیں' سر تسلیم اس پر خم نہیں کرتے۔ جس بات سے منع کرتے ہیں' اس سے نہیں رکتے۔ جو کام کرنے کو کہتے ہیں اس پر تیار نہیں ہوتے' اس کا نام عشق نہیں مذاق ہے' یہ محبت نہیں تمسخر ہے' جیسا کہ خود مولانا نے ایک جگہ لکھا ہے۔ اور خوب لکھا ہے:

"نیتوں میں فتور ہو' اور دل خلوص و الفت سے خالی ہوں' تو خدا اور نبی کریم ﷺ کے اہم ترین احکام پر عمل کرنے میں بھی کئی قسم کی رکاوٹیں نظر آتی ہیں' اور قرآن و حدیث کی تعلیمات پر توجہ کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا' اسلام میں اسی بے عملی کا نام ترک سنت ہے' جو ترقی کر کے انکار کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے' اور ریاکارانہ معاشقہ کا پردہ چاک کر دیتا ہے' اللہ اور رسول ﷺ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قسم کا ٹھٹھا کرنے والوں کی نسبت میں اس سے زیادہ اور کیا کہوں' کہ یہ عاقبت ناآشنا لوگ ایک دن دربار الٰہی میں پیش کیے جانے والے ہیں' اس وقت اربوں عبرت خیز آنکھیں ان کا انجام دیکھ لیں گی۔" (البلاغ)

پھر ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"سنت رسول اللہ ﷺ کا اتباع ہی وہ حقیقی عشق ہے' جو ان کی ذات سے کسی میں پایا جاتا ہے' اور یہی وہ اطاعت ہے جس کا قرآن میں کئی جگہ حکم آیا ہے' اور جس کی احادیث میں وضاحت ملتی ہے۔ اطاعت کے بغیر عشق ناکام ہے' اور عاشق نامراد۔ اس کے علاوہ جو لوگ کسی حکم کی اطاعت کرتے وقت اس پر اعتراض کرنے لگتے ہیں' کہ یہ حکم یوں کیوں دیا گیا ہے' وہ بھی فدا کاری کے مرتبہ تک نہیں پہنچ پاتے۔" (الہلال)

مولانا کی یہ نگارشات خود ان کے اعلیٰ کردار کی مظہر ہیں' اور وہ یہی ہے' کہ جہاں آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس کلام کے سچے عاشق تھے' وہاں آپ رسول اللہ ﷺ اور حضور ﷺ کے ارشادات مبارکہ کے بھی شیدائے صادق تھے' اور کتاب و سنت کی محبت و اطاعت ہی کو حقیقی اسلام سمجھتے تھے۔

بحث و مناظرہ!

اس میں کلام نہیں' کہ مولانا ابوالکلام کو سیاسی انہماک اور تالیفی و تصنیفی مصروفیات کی وجہ سے مذہبی مناظرات کا بہت کم موقع ملا' لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ کلکتہ اور بمبئی وغیرہ کے زمانہ قیام میں غیر مسلموں کے ساتھ ان کی بحثیں ہوتی رہتی تھیں' اور یہ مباحثے کبھی ترقی کر کے باقاعدہ مناظروں کی شکل اختیار کر لیتے تھے' یوں بھی ہمیں آپ کے حالات پر غور کرنا ہے' کہ جب آپ قرآن اور حدیث پر عبور کامل رکھتے تھے' اور جب آیہ کریمہ ﴿ یدعون الی الخیر و ما یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر ﴾ ہر آن آپ کے پیش نگاہ رہتی تھی' تو آپ یہ کیسے گوارا کر سکتے تھے' کہ دین خدا کا مخالف و معاند' اسلام اور اس کی تعلیمات پر لغو اعتراضات اور رکیک حملے کرے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ خاموش پڑے رہیں؟ اور اپنی زبان کو حرکت میں نہ لائیں؟ دشمنان دین حضور سرکار دو عالم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کریں' اور آزاد چپ سادھے بیٹھے رہیں۔ ایسا ہو نہیں سکتا۔ بلکہ جہاں اور جب ضرورت ہوتی مولانا میدان مباحثہ میں کود پڑتے اور اپنی قوت مناظرہ سے مخالف کے ایسے چھکے چھڑاتے کہ اسے راہ فرار اختیار کرتے ہی بنتی' اور وہ آپ کے دلائل ساطع اور براہین قاطع کا جواب دینا تو کجا' ایک لمحہ بھی آپ کے سامنے ٹھہر نہ سکتا۔

کلکتہ میں جب آپ "الہلال" کی زمام ادارت تھامے ہوئے تھے' ان دنوں تین ہندو دفتر میں آپ کے پاس آئے' اور دوزخ و جنت' عذاب و ثواب' قیامت اور آخرت' بعث بعد الموت اور ایسے ہی دوسرے مسائل پر جو ان کے نزدیک "خلاف عقل و قیاس" تھے' مولانا کے ساتھ بحث شروع کر دی۔ اور ساتھ ہی یہ شرط بھی لگا دی' کہ معقولات سے جواب دینا ہو گا' منقولات کو تسلیم نہ کیا جائے گا' اور کسی اسلامی کتاب کا حوالہ قابل قبول نہ ہو گا۔ مگر اللہ کے فضل سے مولانا نے چند ہی منٹوں میں انہیں پریشان کر دیا' اور وہ بحث کیا کرتے؟ بغلیں جھانکنے' سر کھجلانے اور زمین کریدنے لگے اور سوچنے لگے' کہ کوئی ایسا بہانہ ہاتھ آ جائے' جس سے بھاگ نکلیں' اور آخر وہ بھاگ ہی گئے۔

اسی طرح ایک دفعہ دو برہمنوں کو آپ نے سربازار شکست دی' اور ان کے دانت کھٹے ہی نہیں کیے' توڑ کر رکھ دیئے۔

عیسائیوں کو تو آپ بری طرح لیتے تھے' اگر کسی وقت کوئی بد قسمت مسیحی آپ سے الجھ جاتا' اور کوئی اعتراض کر بیٹھتا' تو آپ کی تیغ زبان اس کو کاٹ کر رکھ دیتی' اور وہ آپ کے برہان اور آپ کے جواب سے پناہ مانگنے لگتا' اس قسم کے حالات پاک و ہند کے متعدد جرائد و رسائل میں آ چکے ہیں' نمونہ کے طور پر اخبار "الجمعیتہ" دہلی کے ایک ادارتی مقالے کی چند سطور ملاحظہ کیجیے:

> "بہت کم لوگوں کو معلوم ہو گا' کہ آزاد مرحوم نے بمبئی کے قیام میں چوپاٹی پر سمندر کے کنارے عیسائی مشنریوں سے تقریری مناظرے کیے' نصرانیت پر اسلام کی حجت تمام کی' ناقوس پر اذان کو غلبہ دلایا' صلیب پر ہلال کو آویزاں کیا'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کلیسا پر مسجد کی اہمیت واضح کی' افسوس ہے کہ اس دور کے حالات تاریکی میں ہیں' صرف اتنا معلوم ہے کہ جب پادریوں کو آزاد کی گرفت سے پناہ نہ مل سکی تو انہوں نے گورنر سے فریاد کی اور گورنر نے نصرانی بیڑہ کی حفاظت کے لیے اپنے خصوصی اختیارات سے کام لیا' نہ معلوم اس کے بعد مولانا آزاد کے مقابلہ کی کیا صورت رہی اور کن حالات میں آپ نے بمبئی کو خیرباد کہا۔" (آزاد نمبر)

بہر کیف' ان حالات سے یہ بخوبی واضح ہوتا ہے' کہ مولانا آزاد فن مناظرہ میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے' اور اپنے تبحر علمی سے اس میں بھی کمال پیدا کیا تھا' اور اس میں ہمیں چنداں حیران ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں' جس آزاد نے سیاسی میدان میں بڑے بڑے مغربی مدبروں کو ہرا دیا' اور اپنے اعتراضات سے انہیں گھٹنوں میں سر دبانے پر مجبور کر دیا' وہ آزاد مذہبی میدان میں کسی کو کیوں غالب و فتح مند ہونے دیتا' اس نے ﴿ و تواصوا بالحق ﴾ کا حق ادا کیا' اور شیر کی طرح گرج کر باطل کی لومڑیوں کی جانیں ہوا کر دیں' اس نے حق و صداقت کے نعرے لگائے' اور ان نعروں سے کفار و مشرکین کے دلوں کی حرکتیں بند ہو گئیں۔ اور دنیا پر ثابت کر دیا' کہ آزاد صرف سیاسی لیڈر ہی نہیں' ایک بہادر اور جری مناظر بھی ہے' جس کی زبان کی کاٹ تلوار سے بھی شدید تر ہے' اور اس کے مجروحین کا بچنا محال ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ اسلام کے اس نڈر جرنیل پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

اعلائے کلمۃ الحق

جب ہم مولانا آزاد کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہیں' تو جہاں ان کو اور بہت سی صفات سے متصف پاتے ہیں' وہاں ہمیں یہ بھی صاف نظر آتا ہے' کہ مرحوم سچائی کے پیکر اور صدق و صفا کے مظہر تھے' اور کسی عنوان حق و صداقت کو چھپانا اور کذب و ریاکاری کو کام میں لانا برداشت نہ کرتے تھے' جس بات میں کوئی حقیقت اور اصلیت نہ ہوتی' اسے زبان پر لانا تو درکنار سننا بھی پسند نہ کرتے تھے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ایک بار نہیں' متعدد بار ملت اسلامیہ کو حق کا پرستار اور باطل سے محترز رہنے کی تلقین فرمائی ہے' اور اس کو اس جادۂ حق پر چلانے کی کوشش کی ہے' جسے خدائے قدوس نے پسند کیا ہے۔ ایک بار حق و صداقت کا پیغام دیتے ہوئے اپنی ایک تحریر میں فرمایا:

"دعوت و اعلان حق کا کام کرنے والوں کو اپنے لیے نہیں' مگر اپنے کام کی عزت کی خاطر بادشاہوں کی سی نظر اور کشور ستانوں کا سا دماغ رکھنا چاہیے' جو لوگ خدا کے دروازے کے سائل ہیں' دنیا میں کس کی ہستی ہے کہ وہ انہیں اپنے سامنے سائل دیکھ سکے۔ ان کی جیب میں ایک کھوٹا سکہ بھی نہ ہو' لیکن ان کے دل میں وہ خزانہ (حق و صداقت) مخفی ہے جس سے بڑے بڑے مغرور بادشاہوں کو خرید سکتے ہیں۔" (الہلال کلکتہ)

مولانا کے حالات شاہد ہیں' کہ انہوں نے زندگی میں کبھی وہ بات نہیں کہی' جو بے حقیقت' بے دلیل اور بودی و پھسپھسی ہو۔ جو کچھ ان کے دل میں ہوتا اور جو کچھ ان کا ضمیر کہتا وہی کچھ زبان پر لاتے' اور کلمۃ الحق کے اعلاء و اظہار میں کبھی تامل نہ کرتے' انہوں نے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہن لیں' گلے میں طوق گرانبار لٹکا لیا' عدالتوں میں گھسیٹے گئے' جیل کی کال کوٹھڑیوں میں برسوں بند رہنا گوارا کیا' لیکن رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد مبارک کو کبھی فراموش نہ کیا' کہ ---- "جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہی سچی دلاوری و جوانمردی ہے۔"

اپنی اسی حق گوئی کی عادت کی نسبت ارقام فرماتے ہیں:

"میں نے ہمیشہ اپنی فریادیں بلند کی ہیں' اور ہمیشہ وہ سب کچھ تم کو بتلا دینا چاہا ہے' جو میرے دل نے مجھے بتایا' میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں' کہ میں نے کبھی نصیحت کرنے میں خیانت نہیں کی' اور نہ کسی مادی عقوبت کا خوف میرے دل کو ڈرا سکا' نہ ذاتی نفع و فوائد کا لالچ مجھے رام کر سکا' میرے آگے دنیوی عزت کے حصول اور دولت و جاہ سے مالا مال ہونے کی بے شمار راہیں کھلیں' مگر خدا نے میرے دل کو ہمیشہ اپنی مقدس انگلیوں میں اس طرح رکھا کہ اس کے جلال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و عظمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنے کسی ذاتی فائدے کی خاطر کبھی راہ حق سے رائی بھر انحراف گوارا نہ کیا۔"

مولانا کی حق پرستی' صداقت پسندی اور جرأت و بیباکی کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے' کہ جنوری ۱۹۲۲ء میں ان پر انگریزی حکومت سے بغاوت کے "الزام" میں پریذیڈنسی جیل علی پور کلکتہ میں جو تاریخی مقدمہ چلایا گیا' اور جس میں عام طور پر یہ شبہ کیا جا رہا تھا' کہ ممکن ہے انڈین برٹش گورنمنٹ ان کو پھانسی پر چڑھا دے' یا گولی سے اڑا دے' اس نازک وقت میں بھی انہوں نے جابر مجسٹریٹ کے سامنے اعلان حقیقت سے گریز نہ کیا' اور اسلام کے آئین کی رو سے اپنے بیان میں گرج کر کہا کہ موجودہ (انگریز) گورنمنٹ ظالم ہے' لیکن اگر میں یہ نہ کہوں تو اور کیا کہوں؟ مجھ سے یہ توقع کی جائے کہ ایک چیز کو اس کے اصلی نام سے نہ پکاروں؟ میں سیاہ کو سفید کہنے سے انکار کرتا ہوں' ایسی ملفوظ صداقت جو اس سے کم ہو میرے علم میں نہیں' اور میرا یہ اعتقاد اس لیے ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اسی پر موقوف نہیں' بھارت کے جن ہندو لیڈروں کو مولانا کا دلی دوست سمجھا جا رہا ہے' مولانا نے ان کی "دوستی" کی خاطر کسی بھی اخفا و ریاکاری سے کام نہیں لیا' گاندھی اور نہرو کی جو باتیں وہ پسند نہ کرتے' انہیں صاف صاف آشکارا کر دیتے' اور حق کو چھپانا ہر حالت میں گناہ عظیم سمجھتے۔ سوچنا چاہئے کہ جو شخص ﴿ لا تلبسوا الحق بالباطل ﴾ کی لطیف ترین تفسیریں کرتا ہو' اس کے دل میں حق و صداقت کے سوا کوئی دوسری چیز کیونکر گھر بنا سکتی تھی؟

ترجمان القرآن

مولانا ابوالکلام آزاد کے اسلوب بیان کی دلکشیاں' اور ان کے انداز نگارش کی دلفریبیاں محتاج توضیح نہیں' مرحوم کی سحر بیانی کی طرح ان کی جادو نگاری بھی دلوں پر طلسم پھونکتی تھی' اور ایک قاری مسحور ہو کر رہ جاتا تھا۔

اگرچہ سیاسیات میں شبانہ روز مشغول رہنے کے باعث مولانا تصنیف و تالیف پر زیادہ توجہ نہ دے سکے اور پولیٹیکل امور نے ان کے قلم کو بڑی حد تک روکے رکھا' تاہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے جو کچھ اور جتنا کچھ لکھا' وہ بھی آب حیات کا ایک ذخیرہ ہے' جو ملت اسلامیہ کو تازہ زندگی کا ساغر پلاتا ہے' مولانا کے مصنفات میں مندرجہ ذیل تصنیفات خاصی شہرت حاصل کر چکی ہیں:

(۱) الحرب فی القرآن (۲) حقیقت الصلوۃ (۳) حقیقت الصوم (۴) حقیقت الزکوٰۃ (۵) حقیقت الحج (۶) حجت ابراہیمی (۷) ولادت باسعادت (۸) مقام دعوت (۹) مسلمان عورت (۱۰) خطبہ احیاء ملت (۱۱) مسئلہ خلافت (۱۲) شہید اعظم (۱۳) اتحاد اسلامی (۱۴) اولیاء اللہ و اولیاء الشیطان (۱۵) خون شہادت کے دو قطرے (۱۶) انسانیت موت کے دروازے پر (۱۷) افسانہ ہجر و وصال (۱۸) سرمد شہید (۱۹) کاروان خیال (۲۰) غبار خاطر (۲۱) تذکرہ (۲۲) خود نوشت داستان حیات یعنی ہندوستان نے آزادی جیت لی (۲۳) برہان و بصائر (۲۴) ترجمان القرآن وغیرہ۔ علاوہ بریں بعض کتابیں سیاسیات سے تعلق رکھتی ہیں' لیکن افسوس ہے' کہ ان کی متعدد قیمتی کتب نہ تو زیور طبع سے آراستہ ہو سکیں اور نہ محفوظ ہی رہ سکیں۔

اگرچہ آپ کی تمام مؤلفات نور علیٰ نور ہیں' لیکن "ترجمان القرآن" تو ایک ایسا شاہکار ہے' جسے ان کی سب نگارشات کا بادشاہ کہنا چاہیے' اس لیے بھی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کی تفسیر ہے' اور اس لیے بھی' کہ اس میں علم و عرفان کے جو ہر دکھائے گئے' اور حکمت و موعظمت کے موتی پروئے گئے ہیں' مولانا کی عدیم الفرصتی گو اس کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکی' اور یہ بے نظیر تفسیر ۱۸ پاروں پر جا کر رک گئی' جس قدر لکھی گئی' خوب لکھی گئی' اور اس درجہ قبول عام پا گئی' کہ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں نے بھی اس کو جھوم جھوم کر پڑھا اس کا کچھ نہ کچھ اثر قبول کیا' اور اس پر بہت اچھے شذرے لکھے۔ اور بہت عمدہ ریمارکس دیئے۔

آر' وینکٹ راؤ سیکرٹری ہندوستانی ہندی سبھا' حیدر آباد دکن نے لکھا--- "مولانا صاحب کیسے مسلمان تھے' اور ان کا اسلام کیا تھا؟ اسے سمجھنے کے لیے ترجمان القرآن پڑھا جائے' امن و صلح کل ان کے اسلام کا لب لباب تھا' ہندوستان کی جنگ آزادی میں کود پڑے' اس لیے کہ وہ خوب تھے' کہ دنیا میں جب تک سامراج شاہی کا دور دورہ رہے گا' تب تک انسان انسان میں فرق بنا رہے گا' قرآن کا ترجمہ لکھا' بنی نوع انسان کے درمیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی چارہ بڑھانے کے لیے!

پنڈت گوپی چند امن صدر تعلقات عامہ کمیٹی دہلی نے لکھا:

"ترجمان القرآن" ایک مذہبی کتاب ہے' جو نہ صرف مولانا کی مذہبی واقفیت کی وسعت اور گہرائی کا پتہ دیتی ہے بلکہ ان کی ہمہ گیری اور بالغ نظری کی بھی دلیل ہے۔"

مولانا نے یہ تفسیر جیل کی کوٹھڑیوں میں ہی زیادہ تر لکھی ہے' آزاد رہ کر اس کی طرف سے دھیان دینے کا انہیں بہت کم موقع ملا ہے مولانا نے سب سے پہلے قرآن حکیم کی ایک تفسیر "برھان و بصائر" کے نام سے قلم بند فرمائی تھی' لیکن جب سی آئی ڈی آپ کے کاغذات کی پے درپے تلاشیاں لینے لگی' تو اس تفسیر کا مسودہ بھی انہی تلاشیوں کی نذر ہو گیا' اور اس کا ایک ورق بھی دستیاب نہ ہو سکا کہا جاتا ہے' کہ "برہان و بصائر" نام کی تفسیر ایک حد تک مکمل ہو چکی تھی' لیکن اس کے ضائع ہونے یا خفیہ پولیس کے اٹھا لے جانے کے بعد آپ نے ترجمان القرآن لکھنا شروع کی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ برہان و بصائر کی تفسیر زیادہ واضح مشرح اور طویل تھی' مگر ترجمان القرآن کو اس سے مختصر کر دیا گیا' یہ تفسیر آپ نے زیادہ تر ٹیگورولا رانچی کی نظربندی میں اور سنٹرل جیل میرٹھ میں تحریر فرمائی' خصوصاً اس کی دوسری جلد تو میرٹھ جیل ہی میں مکمل کی' مولانا کے اپنے بیان کے مطابق تفسیر ترجمان القرآن ستائیس برس سے بھی زیادہ عرصہ میں لکھی گئی اور جس قلبی ذوق و شوق' جس روحانی حظ و لطف اور جس دیدہ ریزی اور جان فشانی سے لکھی گئی اس کے متعلق فرماتے ہیں:

"کامل ستائیس برس سے قرآن میرے شب و روز کے فکر و نظر کا موضوع رہا ہے اور اس کی ایک ایک سورۃ ایک ایک مقام ایک ایک آیت' ایک ایک لفظ نے وادیاں قطع کی ہیں' اور مرحلوں پر مرحلے طے کئے ہیں' تفاسیر و کتب کا جتنا مطبوعہ و غیر مطبوعہ ذخیرہ موجود ہے' میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کا بڑا حصہ میری نظر سے گذر چکا ہے' اور علوم قرآن کے مباحث و مقالات کا کوئی گوشہ نہیں' جس کی طرف سے ذہن نے تغافل اور جستجو نے تساہل کیا ہو' علم و نظر کی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہوں میں آج کل جدید و قدیم قسم کی تقسیمیں کی جاتی ہیں' لیکن میرے لیے یہ تقسیم بھی کوئی تقسیم نہیں' جو کچھ قدیم ہے وہ مجھے ورثہ میں ملا اور جو کچھ جدید ہے' اس کے لیے اپنی راہیں آپ نکال لیں' میرے لیے وقت کی جدید راہیں بھی ویسی ہی دیکھی بھالی ہیں' جس طرح قدیم راہوں کے چپہ چپہ کا شناسا ہوں۔" (دیباچہ ترجمان القرآن)

یہ تفسیر کیوں مقبول ہوئی؟ اور اس قدر حسن و خوبی اور جاذبیت سے کیونکر لکھی گئی؟ اس کا مختصر جواب یہ اور صرف یہ ہے کہ مولانا آزاد ازبسکہ مسلکاً" اھل حدیث تھے اور قرآن و سنت سے تمسک رکھتے اور اسی سے استنباط فرماتے تھے' اس لیے ہر عقل سلیم نے آپ کے تحریر کر دہ بیان القرآن کو تسلیم کیا' اور اس کو پڑھ کر دلوں میں وجدانی کیفیتیں پیدا ہوئیں اگر آپ نے اس اپنی تفسیر کو قرآن و سنت کے ماتحت نہ رکھا ہوتا' اور محض قیاسی ظنی' اجتادی مطالب کو صفحہ قرطاس پر پھیلا دیا ہوتا' جیسی کہ اہل الرائے اور اہل القیاس حضرات کی تفسیریں ہوتی ہیں' تو پھر آپ کی تفسیر بھی ایک محدود دائرے میں پھنس کر رہ جاتی' اور اس چکر میں گرفتار ہو جاتی' جس میں مبتلا ہونے سے خود قرآن و حدیث نے منع کیا ہے:

ترجمان القرآن کی قبولیت کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے' کہ جب اس کا پہلا حصہ "تفسیر سورۂ فاتحہ" کے نام سے نکلا ہے' تو عوام نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا' اور ام الکتاب کی اس ادیبانہ تفسیر نے طالب علموں اور عالموں میں ایک تہلکہ مچا دیا' لوگ اسے بار بار پڑھتے تھے اور سیر نہ ہوتے تھے' اور ہر مرتبہ ایک نیا لطف ایک نیا ذوق' ایک نیا حظ اٹھاتے تھے' مطلب یہ ہے' کہ آپ کی تفسیر ترجمان القرآن ایک بے عدیل تفسیر ہے' جس میں ایک طرف علم و حکمت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے' اور دوسری طرف شعر و ادب کی رنگینیاں اہل ذوق کو مستانہ بنا رہی ہیں' خود خیال فرمایئے' کہ قلم ہو ابو الکلام آزاد کا' اور پھر وہ شرف قبولیت نہ پا سکے؟ ہو نہیں سکتا۔

تفسیر ترجمان القرآن ہی اس امر پر شاہد ہے' کہ مولانا آزاد کو کتاب اللہ کے رموز و اسرار سمجھنے کا کس قدر ملکہ تھا' اور آپ اس کے نکات و معارف پر کتنا عبور اور کس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر دستگاہ کامل رکھتے تھے۔

ہمارے سامنے آپ کے تبحر قرآنی کی ایک مثال اور بھی ہے' اور وہ یہ ہے' کہ جن دنوں مولانا شبلی نعمانی مرحوم' "سیرۃ النبی" کی تالیف میں مصروف تھے' تو آزاد نے بھی اس کا مسودہ دیکھا۔ کچھ تامل کے بعد مولانا شبلی سے فرمایا کیا اچھا ہو تا کہ آپ رسول اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ قرآن کریم ہی سے لکھتے اور اس حدیث پر نظر رکھتے جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے' کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی صحابی نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کی نسبت پوچھا تو صدیقہ محترمہؓ نے فوراً جواب دیا۔ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ کان خلقه القرآن یعنی قرآن کریم میں نبی کریم ﷺ کی مکمل سیرت ہے۔

لیکن مولانا شبلی نے معذوری ظاہری کی' اور فرمایا' کہ میں حضور کی سیرت کو قرآن سے مکمل نہیں کر سکتا' یہ جواب پا کر مولانا آزاد نے اپنے راہوار قلم کو حرکت دی' اور طرز خاص سے "قرآن اور سیرۃ محمدیہ" کے نام سے ایک مکمل سیرت لکھ دی' جس میں ابتداء سے آخر تک تمام حالات اور پھر مفصل حالات قرآن کریم ہی سے مستنبط و منضبط کیے' یہ تھا مولانا آزاد کا قرآن پر عبور کہ جب کسی بحر ذخار کی غواصی فرماتے تو ایسے ایسے گراں بہا اور نایاب جواہرات چن چن کر لاتے' جس کی نظیر ملنا محال ہوتی۔

جب ایسے ایسے ادق اور پیچیدہ موضوعات کو آپ نے قرآن کریم سے منطبق کر کے دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے' تو ایک تفسیر کا مرتب کرنا ان کے لیے کون سا مشکل کام تھا۔

ہاں! تفسیر ترجمان القرآن کا خاص الخاص پہلو ایک یہ بھی ہے' کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں اطاعت رسول اور اتباع سنت سے متعلق احکام آئے ہیں' مولانا نے دل کھول کر ان کی شرح فرمائی ہے' اور بدلائل قاطعہ اس بات پر زور دیا ہے' کہ ایک مسلمان کی مسلمانی اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے' اور اس کا ایمان و ایقان اسی صورت میں صحیح و سالم رہ سکتا ہے' کہ جب وہ رسول اللہ کی سیرت و سنت کی پیروی کرے' اور دوسروں کے آراء و افکار قیاسات و اجتہادات سے یکسر محترز رہے' اگر ایسا نہ کیا جائے گا' تو اسلام اور قرآن کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا چنانچہ ﴿ فلا و ربک لا یومنون (۴) ان الدین عنداللّٰه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاسلام (۳) الیوم اکملت لکم دینکم (۴) اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ﴾ ایسی آیات بینات کی تفسیر ترجمان القرآن میں پڑھیے۔ انشاء اللہ آنکھیں کھل جائیں گی' اور منکرین حدیث و سنت تو گھٹنوں میں سر دبالیں گے۔

تبلیغ و اشاعتِ دین

مولانا آزاد کی نگارشات کو بنگاہ تفحص اگر دیکھا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے' کہ وہ بجائے خود ایک رنگین اور مرصع تبلیغی مرقع ہیں' جس میں دین حنیف کے بوقلموں مجلّٰی نگینے کچھ اس طرح سجائے گئے ہیں' کہ زبان مسلم بے ساختہ مرحبا پکار اٹھتی ہے' لیکن اگر آپ کی ٹھوس اسلامی تبلیغ و اشاعت دیکھنا ہو' تو اس کا قیمتی ذخیرہ بھی آزاد کی تحریروں اور تقریروں میں بمقدار وافر موجود ہے' خیال کیجیے' جس شخص کے سامنے ﴿ کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر وتومنون باللّٰہ ﴾ ایسے ارشادات خداوندی جلوہ فرما ہوں اور جو شخص ﴿ و لتکن امة یدعون الی الخیر و یامعرون بالمعروف و ینھون عن المنکر ﴾ ایسی آیات آہنگ کو روزانہ تلاوت کر کے اس کا اثر قبول کرتا ہو' وہ اللہ کے دین کی تبلیغ و اشاعت سے کیوں غافل رہتا' عوام کو رشد و ہدایت کی راہیں کیوں نہ دکھاتا' ان کو برائیوں سے کیوں نہ روکتا' اور اعمال حسنہ پر کیوں مائل نہ کرتا' اور غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت کیوں نہ دیتا؟ آزاد کی کتاب زندگی کے ایک ایک حرف کا مطالعہ کیا جائے' تو یہ معلوم ہوتے دیر نہ لگے گی' کے اس بہادر سپاہی نے جہاں غلامی اور جبر و استبداد کے خلاف جہاد کیا ہے' اور اپنی زبان کو تیر و نشتر اور اپنے قلم کو شمشیر خارا شگاف بنا کر چلایا ہے' وہاں اس کی مجاہدانہ سرگرمیاں تبلیغ دین کے لیے بھی کچھ کم نہیں رہیں' اس کی مذہبی تصنیفات خود اس پر شاہد ہیں' جو کتاب بھی سپرد قلم کی ہے' عام طور پر اس کا مقصد تبلیغی فکری اور اصلاحی ہی رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیل کی کال کوٹھڑیوں میں دعوت و تبلیغ

آزاد کی تبلیغی سرگرمیوں کا اندازہ اسی سے کیا جا سکتا ہے' کہ جب انہیں زندان کے ظلمت کدوں میں بند کر دیا جاتا تھا' تو اس وقت بھی وہ دین خدا کے تبلیغی اور اشاعتی فرائض کو نظرانداز نہ کرتے تھے۔ وہ قید فرنگ کے مصائب میں مبتلا تھے' نظربندی کے دکھ جھیل رہے تھے' مگر اس حال میں بھی توحید و رسالت کے احیاء و ابلاغ کا کام بخوبی کیے جاتے تھے' جب آپ ۱۹۱۶ء سے ۱۹۲۰ء تک ٹیگورولا رانچی میں قید رکھے گئے تو اس وقت بھی آپ مسلمان قیدیوں کو درس قرآن دیا کرتے تھے' اور ساتھ ہی ساتھ تفسیر کی تدوین بھی فرماتے رہتے تھے۔ پھر اسی جیل میں غیر مسلم اسیروں کو اسلام کی خوبیاں بتاتے اور انہیں باطل کو چھوڑنے اور حق کو قبول کرنے کی دعوت دیتے رہتے۔

اہل حدیث اجتماعات میں شرکت

قارئین یہ تو معلوم کر چکے ہیں' کہ مولانا ابوالکلام آزاد علیہ الرحمۃ خالص اہل حدیث تھے' اور نو عمری میں اپنے والد کے سامنے ہی تقلید و بدعت کی زنجیریں توڑ کر موحد' غیر مقلد اور محض مسلک قرآن و سنت کے پیرو بن گئے تھے' پس اسی عقیدۂ راسخہ کے ماتحت اب آپ اہل حدیث جماعت کے جلسوں اور اجتماعوں میں بھی شرکت فرمانے اور تبلیغی تقریریں کرنے لگے' ایک دفعہ کلکتہ میں منعقد ہونے والی اہل حدیث کانفرنس میں شریک ہوئے جس کی صدارت شیخ الاسلام فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری نے فرمائی' اس میں آپ نے تبلیغ اور اس کی ضرورت و اہمیت پر ایسی فاضلانہ تقریر کی' کہ عوام تو عوام' علماء تک عش عش کر اٹھے' اسی کانفرنس میں آپ نے مبلغین اسلام کے تبلیغی جمود اور اشاعتی تغافل کو دیکھ کر ان سے یوں خطاب کیا:

"یہ کتابوں کے پلندے اور کتب خانوں کی الماریاں (علماء) جو ہمارے سامنے ہیں' یہ بھی نہیں جانتیں' کہ تبلیغ خارجی کسے کہتے ہیں' اور تبلیغ داخلی کس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام ہے۔؟" (الجمعیتہ)

دراصل آپ یہ چاہتے تھے کہ تبلیغی دائرۂ کار کو صرف جلسوں اور کانفرنسوں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اسے باقاعدہ پلاننگ کے تحت شرق تا غرب پھیلایا جائے۔ کیونکہ قرآن و سنت کسی خاص شہر یا علاقے کے لئے نہیں بلکہ پوری کائنات کے لئے ہے قرآن و سنت کے دائرہ کو تنگ نہیں وسیع کرنا چاہئے۔ اور خوب محنت سے کام لے کر انہیں دو قندیلوں کی راہنمائی میں فکر و نظر کی تاریکیوں کو اجالے میں بدلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

داخلی اور خارجی تبلیغ

ان دونوں قسم کی تبلیغوں کا مطلب واقعی بہت کم لوگ سمجھتے ہیں' اور وہ یہ ہے کہ جب اپنے ہی ہم قوموں اور ہم مذہبوں کو خلاف شرع اعمال سے روکا جاتا ہے اور ان کو قرآن و سنت کے احکام پر چلنے کی تلقین کی جاتی ہے تو یہ داخلی تبلیغ کہلاتی ہے' لیکن جب غیر مسلم اقوام کو قرآن و سنت کا پیغام سنایا جاتا ہے اور ان کو راہ حق اختیار کرنے کی دعوت دی جاتی ہے' تو اس کا نام خارجی تبلیغ ہے۔ مولانا آزاد علماء و مبلغین پر یہ زور دیتے تھے' کہ وہ داخلی اور خارجی دونوں طرح کی تبلیغ کرتے رہیں تاکہ دین الٰہی کا منشاء و مقصد بدرجہ اتم پورا ہو' مسلمانوں سے بدعت و ضلالت کا استیصال ہو' اور کفار و مشرکین اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر دین حنیف کی طرف جھک پڑیں' یہ صرف زبانی جمع خرچ نہیں تھا' بلکہ مولانا خود بھی بسا اوقات اس پر کار بند ہوتے تھے' اور جلسوں اور اجتماعوں میں دونوں قسم کی تبلیغ فرماتے تھے' مولانا اکثر اوقات سورہ و العصر کی تفسیر بیان فرمایا کرتے اور وہ بھی متواتر ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو گھنٹے۔ اور ارشاد فرماتے کہ اگر بالفرض پورا قرآن نازل نہ ہوتا اور یہی ایک سورۃ والعصر نازل ہو جاتی تو رشد و ہدایت اور تبلیغ و اشاعت کے لیے کافی تھی۔ اور یہ قول امام شافعی وغیرہ کا بھی ہے۔ مطلب اس قول کا یہ ہے کہ سورۂ والعصر میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے۔ جو ہماری فلاح و ہدایت کے لئے بہت کافی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلم تحریکات کا انسداد

مولانا ایک جگہ لکھتے ہیں۔ اگر ایک مدعی اسلام میں صدق مقال نہیں' تو اسلام میں سے اس کے پاس کوئی چیز بھی نہیں' ﴿ و لیس وراء ذالک من الایمان حبة خردل ﴾

اسی اسلامی دعویٰ کی بنا پر آپ سچ کہنے اور حق کو ظاہر کرنے میں ذرا تامل نہ فرماتے۔ آپ حق و صداقت کے علمبردار تھے' اور دولت سرمدی آپ کو اس جامع و اکمل دین نے بخشی تھی جو تمام مذاہب و ادیان کی سچائیوں کا مجموعہ ہے' اسی اسلام نے آپ کو جرأت مندی بھی عطا فرمائی اور آپ دشمن دین پر ایک شیر کی طرح حملہ کرتے اور اس طرح کرتے کہ اس کا بچ کر جانا محال ہو جاتا۔

ہم مناظرات کے بیان میں لکھ چکے ہیں' کہ عیسائی مشنریوں سے آپ کی جھڑپیں اکثر ہوا کرتی تھیں' اور چوپاٹی (بمبئی) میں تو آپ نے ان اعدائے اسلام کو کچھ ایسی بری طرح گھائل کیا' کہ ان کو برٹش حکومت کا دروازہ کھٹکھٹانا اور ان سے فریاد کرنا پڑی' یہاں تک کہ ان کی تبلیغی سرگرمیوں کو سرکاری ہتھیاروں سے روک دیا گیا:

اب ہمارے سامنے ایک اور بڑی اہم بات آتی ہے' اور وہ یہ ہے' کہ عام لوگ سمجھتے ہیں' کہ مولانا آزاد از بسکہ کانگریسی تھے' اور کانگریس کے صدر تھے' اور ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے' اس لیے ہندوستان میں جب ہندوؤں کی ہندوانہ تحریکات پر پرزے نکالتیں اور وہ مسلم آزاری پر کمربستہ ہو کر اہل اسلام کو مذہبی اور قومی نقصان پہنچانا چاہتیں تو مولانا آزاد "ہندو مسلم اتحاد" کی خاطر اور ہندو لیڈروں کے لحاظ سے ان دشمن اسلام تحریکوں کے خلاف انگلی بھی نہ اٹھاتے اور چپ سادھے تماشہ دیکھتے رہتے۔

مگر یہ غلط اور قطعی غلط اور بے بنیاد بات ہے' اس لیے کہ مولانا کے سوانح خود گواہی دیتے ہیں' کہ جب کبھی ملک میں ایسی تحریک چلی ہے' انہوں نے سخت ایجی ٹیشن کی اور کرائی ہے' اور ان کی مذہبی و ملی غیرت اور حمیت یہ گوارا نہیں کر سکی کہ مسلمان کو آنچ بھی پہنچے اور اس کا دین خطرے میں پڑ جائے' انگریزی حکومت کے وقت بھی ایسی تحریکیں اکثر سر نکالا کرتی تھیں' اور انگریز اپنی حکومت کے استحکام کے لیے خود ایسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریکوں کی شدید ضرورت محسوس کرتا تھا' تاکہ ہندو اور مسلمان سر جوڑ کر نہ بیٹھ سکیں اور غلامی کے جوئے سے گردن نہ نکال سکیں' مگر یہ حقیقت ہے' کہ جب کبھی بھی ایسی تحریک چلی' مولانا آزاد نے اس کی سخت مخالفت کی' مثال کے طور پر ہندو سنگھٹن تحریک کو انہوں نے بہت ہی ذلیل اور زہرناک سمجھا' اور اپنے ایک مقالے میں لکھا کہ:

"میں نے ۱۹۱۲ء میں اپنے تمام ہم مذہبوں کے مسلک کے خلاف اپنی صدا بلند کی تھی' اور ان کی مخالفت کا خوف مجھے اظہار حق سے نہ روک سکا تھا' ٹھیک اسی طرح آج میں اپنا پہلا فرض سمجھتا ہوں' کہ ان تمام بھائیوں (ہندوؤں) کے خلاف بھی اپنی صدا بلند کروں' جو "ہندو سنگھٹن کی تحریک کے علمبردار ہیں۔"

(الجمعیتہ)

علاوہ بریں مولانا کی صحافتی زندگی پر بھی نگاہ ڈالنے کی ضرورت ہے' کہ انہوں نے مولانا شبلی مرحوم کے جریدہ "الندوہ" کو خاص تبلیغی مشن کی خاطر اپنے ہاتھ میں لیا' اخبار "الہلال" جاری کیا تو خالص تبلیغی اور اشاعتی مقاصد کے لیے' جس کے سیاستدانوں سے زیادہ علماء اور دین پسند لوگ خریدار تھے اور جس کو عوام سے زیادہ اسلام کے مبلغ و مناظر پڑھتے تھے' پھر "البلاغ" جاری کیا تو تبلیغ و اشاعت اسلام کی غرض سے۔ دینی کتابیں لکھیں تو صرف اس لیے کہ داخلی اور خارجی تبلیغوں کے تقاضے پورے ہوں' اور ﴿ ان الدین عنداللّٰہ الاسلام ﴾ کا پرچم توحید دنیا کی انتہائی بلندی پر لہرائے' اور اس جھنڈے تلے تمام ملل و اقوام جمع ہو کر ﴿ اشھدان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و اشھدان محمدا عبدہٗ و رسولہٗ ﴾ کا اقرار کرلیں۔

اخلاقِ تبلیغ

ہاں! ایک بات یاد رکھیے' کامیاب اور فاتح مبلغین کبھی ایسے جوش و غضب کا اظہار نہیں کرتے' جس سے دوسروں کے دل مسخر ہونے کی بجائے اور بھی متنفر ہو جائیں' اسلام نرمی اور تہذیب و اخلاق سکھاتا ہے' اور یہ تعلیم دیتا ہے کہ تبلیغی سلسلے میں دوسروں کے بزرگان مذہب کا احترام کیا جائے' اور کسی کی ایسی ہجو و توہین نہ کی جائے' جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبلیغ کا مقصد ہی برباد کر دے' حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری' حضرت قاضی محمد سلیمان پٹیالوی' حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین' ایسے ہی مبلغین و مناظرین تھے' جن کی خطابت سننے کے لیے ایک دنیا لپکتی تھی' دوست اور دشمن امڈتے چلے آتے تھے' اور ان کے ایک ایک لفظ پر سر دھنتے اور جھومتے تھے' ان حضرات کا یہ انداز تبلیغ ہمیں ان کی راہ پر چلنے کی دعوت دیتا ہے' تاکہ ہم بھی ان کی طرح کامگار و کامیاب ثابت ہوں۔

احکام اسلام کی پابندی

اللہ اکبر' ایک شخص کتاب حق اور سنت رسول اللہ ﷺ کے عشق و محبت میں دیوانہ ہو جائے' وہ شبانہ روز قرآن کریم اور حدیث نبوی کے مطالعہ میں مصروف رہے' اور ہر بات' ہر معاملہ' ہر تقریر' ہر تحریر میں فرمودۂ خدا اور گفتہ پیغمبر ﷺ کو پیش نظر رکھے' اور پھر اس پر یہ الزام لگایا جائے' کہ وہ دین کے احکام کی پابندی نہیں کرتا' العیاذباللہ! یہاں تک کہ وہ نماز نہیں پڑھتا' روزے نہیں رکھتا' اور شریعت کے احکام کی تعمیل میں پس و پیش سے کام لیتا ہے' کس قدر بہتان طرازی اور ستم ظریفی ہے! مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ پر یہ الزامات ایک معاند و مخالف گروہ کی طرف سے اس وقت سے لگائے جاتے ہیں' جب سے انہوں نے کانگریس کی صدارت و رکنیت قبول کی ہے' اور آج ان کے رحلت فرمانے کے بعد ان کی طرف سے یہ الزامات برابر لگائے جا رہے ہیں' پس انہی حالات میں ہم مجبور ہوئے' کہ ان کی پابندی شرع سے متعلق بھی ایک عنوان قائم کریں' حالانکہ اس کی چنداں ضرورت نہ تھی۔

نماز

مولانا حفظ الرحمان ناظم عمومی جمعیتہ العلماء ہند مولانا آزاد کی عبادت کے متعلق لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت مرحوم کی زندگی میں ایک دن بھی ایسا نہیں گذرا کہ سکون شب و سعادت اولین کی وہ گھڑیاں جب کہ دنیا بستر راحت پر خواب شیریں کے مزے لوٹتی ہے' رجوع و انابت الی اللہ مراقبہ و عبادت میں نہ گذری ہوں' ان کا معمول تھا کہ رات کو بہت جلد عموماً نو بجے سو جاتے تھے' اور صبح گاہی دو تین بجے روزانہ بیدار ہوتے' اور اول چار رکعت سے آٹھ رکعت تک اللہ کے حضور میں سربسجود و جبیں بہ نیاز ہونے کے بعد خود اپنے چائے کے شوق سے فارغ ہوتے اور پھر تفسیر قرآن یا آیات الٰہی کے کسی عنوان پر غور و فکر میں صبح کی نماز تک مشغول رہتے اور نماز فجر پڑھ کر اپنے دنیوی مشاغل میں مصروف ہو جاتے۔" (الجمیعۃ)

اسی سلسلے میں حکیم سید محمد الیاس صاحب کھوڑی کی تحریر کا ایک اقتباس بھی پڑھ لیجئے' جس سے معلوم ہو سکے گا' کہ مولانا کانگریس کے اجلاسوں میں بھی پابندی نماز کا کس قدر خیال رکھتے تھے:-

"مولانا مرحوم ارکان اسلام کی پابندی میں انضباط اوقات کا پورا لحاظ فرماتے تھے' مولانا نماز کی بھی کافی پابندی فرماتے تھے' میرا اپنا مشاہدہ ہے' کہ دہلی میں کانگریس سیشن ہو رہا تھا' غالباً سبھاش چندر بوس صدر اجلاس تھے' مولانا بھی شرکت اجلاس کی غرض سے تشریف لائے تھے' میں بھی اجلاس میں شریک تھا' پنڈال کے قریب ایک ٹینٹ صرف نماز کے لئے نصب کیا گیا تھا' مولانا نے مجھ سے فرمایا' میں ایک کام آپ کے سپرد کرتا ہوں' وہ یہ کہ جب جماعت تیار ہو مجھے مطلع کر دیں۔ عموماً اجلاس کے اوقات میں دو ہی نمازیں پڑھی جاتی تھیں' عصر و مغرب' چنانچہ میں مولانا کو مطلع کر دیا کرتا تھا' خواہ کتنے ہی اہم مسائل کیوں نہ پیش ہوں' مگر مولانا فوراً نماز کے لئے تشریف لاتے تھے' مولانا کے آتے ہی نماز شروع ہو جاتی تھی' اسی طرح میرٹھ کانگریس سیشن میں مولانا کی نمازوں کی ادائیگی کا یہی اہتمام رہا' اجلاس میں خواہ کتنے ہی اہم مسائل نہ پیش ہوں' مگر حضرت نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے' اور شام کے اجلاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں عموماً نماز عصر سے فارغ ہو کر تشریف لاتے تھے' میرے کچھ احباب نے کانگریس ورکنگ کمیٹی کو چائے پر مدعو کیا' انتظام پنڈال کے قریب ریسٹوران میں کیا گیا تھا' وقت مقررہ پر تقریباً تمام ممبران تشریف لے آئے مگر مولانا کو تشریف لانے میں دیر ہو گئی معلوم ہوا' کہ مولانا نماز ادا فرما رہے ہیں۔"

نماز کے فلسفہ کو سمجھانے' اس کی ادائیگی کا پابند رہنے اور اس میں تساہل و تغافل نہ کرنے کے متعلق مولانا آزاد ہی کی ایک تحریر ملاحظہ فرمائیے لکھتے ہیں:

"کاشت کار پھل کے لیے بیج بوتا ہے' پھولوں کی محبوبیت اس میں ہے' کہ ان کی خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے' پس اگر بیج پھل نہ لائے' اور پھول خوشبو نہ دیں' تو کاشت کار کے لیے ہل جوتنے کی جگہ بہتر تھا کہ گھر میں آرام سے سوتا' اسی طرح بے خوشبو کے پھولوں سے وہ ٹہنی زیادہ قیمتی ہے' جو چولہے میں جلائی جا سکے ﴿ فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون ﴾ ان نمازیوں کے لیے ہلاکت و نامرادی ہے' جو اپنی نماز میں غفلت شعاری سے کام لیتے ہیں۔"

ایک صاحب کو خط میں نماز کی تاکید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اگر کوئی امر مانع نہ ہو' تو نوافل تہجد کی مداومت کرو' فرائض کے علاوہ تمام نمازیں حتیٰ الوسع تنہائی میں پڑھی جائیں اور استحضار قلب کی پوری پوری کوشش کی جائے۔"

اللہ اللہ! جس آزاد کی ساری عمر عبادت و ریاضت میں گذری' خود نمازیں پڑھتے اور دوسروں کو پڑھاتے اور پڑھنے کی تاکید کرتے گذری اور جس نے بچپن سے لے کر آخری وقت تک کبھی نماز ترک نہ کی اس کو ستمگاران زمانہ "بے نماز" کہہ رہے ہیں' انا للہ!

روزہ

پابندی صوم' احترام رمضان' نماز تراویح اور اعتکاف وغیرہ سے متعلق مولانا آزاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی صرف ایک تحریر دیکھ لینا کافی ہو گی' فرماتے ہیں:

"اسی اثناء (قیام رانچی) ۱۹۱۶ء میں رمضان المبارک کے برکات و نعائم کا دورہ ہوا' اگرچہ نماز باجماعت کی کیفیت انجمن طراز اور جماعت تراویح و سماع تلاوت کی لذت دل نواز سے اپنی عمر میں پہلی مرتبہ محروی رہی' اور اس لیے ابتداء کے دو چار دن یک گونہ انقباض و دل گرفتگی میں بسر ہوئے' لیکن اس کے بعد ہی مقام خلوت کی کیفیتوں اور انجمن درخلوت کی خود رفتگیوں کا عالم کچھ اس طرح طاری ہوا کہ دنیا جہان کی ساری صحبتوں اور انجمنوں سے دل بے پروا ہو گیا' علی الخصوص عشرۂ اخیر کے شبہائے تمنا اور روز ہائے انتظار کی بخششوں اور کامرانیوں سے دل نے جو جو سعادتیں اور چشم و گوش نے لطف دید و ذوق سماع کی جو جو دولتیں لوٹیں' نہ دنیا کی کوئی زبان ان کی ترجمانی کر سکتی ہے' نہ سامعہ استعداد سماع رکھتا ہے' البتہ حسرت رہی تو یہ رہی کہ کاش! پوری زندگی کی وسعت کسی طرح ان دس راتوں میں آ جاتی اور ساری عمر اسی عالم میں بسر ہو جائے۔ ("تذکرہ" صفحہ ۳۱۱)

اور اس پر بھی یہ الزام کہ آزاد روزے نہیں رکھتا تھا اور رمضان شریف کا احترام نہیں کرتا تھا' العیاذ باللہ!

پردہ

مولانا آزاد پردۂ نسواں کے زبردست حامی تھے' اور نہ صرف حامی ہی تھے' بلکہ خود اس پر سختی سے عمل کیا' اور اپنے اقارب سے کرایا' دور حاضر کے عام لوگ مسلمان ہونے کے باوصف پردے کو ضروری نہیں سمجھتے' اور اپنی عورتوں کو بے نقاب لیے پھرتے ہیں' لیکن مولانا آزاد کے متعلق کسی کو اتنا علم بھی نہ ہو سکا' کہ آپ بیاہے ہوئے ہیں' اور کوئی بیوی بھی رکھتے ہیں' حالانکہ آپ نے پورے ۳۶ سال ازدواجی زندگی بسر کی' رفیقہ حیات کا نام زلیخا تھا' مولانا آزاد قلعہ احمد نگر میں اسیر تھے کہ بی بی زلیخا ۱۹ اپریل ۱۹۴۳ء کو اللہ کے پاس پہنچ گئیں۔ جب یہ خبر اخبارات میں چھپی' تو اس روز لوگوں کو معلوم ہوا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ شادی شدہ تھے' اور ایک ایسی شریک زندگی رکھتے تھے' جس کی شکل دیکھنا تو درکنار' کسی نے اس کو پردے میں بھی کہیں آتے جاتے نہیں دیکھا' اس کا نام ہے احکام شرع کی پابندی۔ کہ بیوی پر مہر و ماہ کی نگاہیں بھی نہیں پڑ سکیں۔

تصویر

ایک اور الزام آزاد مرحوم پر یہ لگایا جاتا ہے' کہ وہ تصویریں کھینچنے کھنچوانے کو عیب اور گناہ نہیں سمجھتے تھے' اور اپنا فوٹو شوق سے اتروا لیتے تھے' مگر یہ بھی قطعی غلط ہے' اور دوسرے الزامات کی طرح بالکل بے بنیاد ہے' جس کے ثبوت میں مولانا آزاد کی کتاب "تذکرہ" کے مقدمہ کا ایک پیراگراف ذیل میں درج کیا جاتا ہے' جو ان کے ایک عزیز فضل الدین احمد نے لکھا ہے:

"موجودہ زمانہ میں کسی شخص کی سوانح عمری کا بغیر فوٹو کے شائع کرنا ایک ایسی بد مذاقی ہے جس کو کوئی خوش مذاق آدمی گوارا نہیں کر سکتا۔ علاوہ بریں مولانا کے ہزاروں ارادتمند ہیں' جن کو بڑی مایوسی ہوتی' اگر کتاب ان کے فوٹو سے خالی ہوتی۔ اس لیے میں نے کوشش کی' کہ مولانا کا فوٹو حاصل کر کے درج تذکرہ کروں' مجھے معلوم ہے' کہ انہوں نے اپنی تصویر کی اشاعت کی ہمیشہ مخالفت کی' الہلال میں دنیا جہان کی تصویریں نکلتی رہیں' مگر لوگوں کے سخت اصرار پر بھی انہوں نے اپنا فوٹو نہیں شائع کیا' اخبار جمہور کلکتہ میں ان کے فوٹو کا اعلان شائع ہوا' تو اس پر وہ سخت برہم ہوئے' پھر مجھے لکھا' کہ جس قدر کاپیاں تیار کی گئی ہوں میری طرف سے خرید کر رکھ لو' اور شائع نہ ہونے دو' جب میں نے تصویر کی نسبت کہا تو انہوں نے لکھا کہ' تصویر کا کھنچوانا' رکھنا' شائع کرنا سب ناجائز ہے۔ یہ میری سخت غلطی تھی' کہ تصویر کھنچوائی اور "الہلال" کو باتصویر شائع کیا' میں اب تائب ہو چکا ہوں' میری پچھلی لغزشوں کو چھپانا چاہیے' نہ کہ از سر نو تشہیر کرنی چاہیے۔ (تذکرہ)

اس سے معلوم ہوا کہ مولانا نے اپنی مرضی سے کبھی فوٹو نہیں کھنچوایا غالباً جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر تصویریں لی گئیں' ان کی لا علمی میں لی گئیں' اس سے بھی ان کی شریعت نوازی اور ان کے احکام اسلام کی پوری تعمیل کا پتہ چلتا ہے' یہاں تک کہ وہ ذرا ذرا سی باتوں میں بھی محتاط رہتے تھے' کہ کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے' جو دین کے خلاف ہو' تاہم بہ تقاضائے بشریت اگر کبھی ایسا ہو جاتا' تو انہیں فوراً تائب ہونے اور اپنے کیے پر پچھتانے اور اس کی معافی بارگاہ رب العزت سے مانگنے میں دیر نہ لگتی' کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں کا یہی خاصہ ہے۔

سیاسی نظریات

مولانا آزاد کے سیاسی نظریات کو معلوم کرنے سے پہلے اس بات کی اشد ضرورت ہے' کہ اسلام کے نظریہ سیاست کو سمجھنے کی کوشش کی جائے' اور یہ دیکھا جائے' کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ نے مسلمانوں کے سامنے وطنیت کا کیا تصور و تخیل پیش کیا ہے' اور سیاسیات میں اہل اسلام کو کس راہ پر چلنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

عالمگیر وطنیت

جب ہم قرآن و حدیث کا بنظر غائر مطالعہ کریں گے' اور پھر تاریخ اسلام کے ورق الٹیں گے' تو یہ راز بے نقاب ہوتے دیر نہ لگے گی' کہ اسلام نے مسلمانوں کو جو وطنیت دی ہے' اس کو کسی خاص دائرے کے اندر محدود نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس نے اسلامی وطنیت کے حدود کو اس قدر وسعت بخشی ہے' کہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ڈانڈے ملا دیئے ہیں' مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کو آپس میں اس قدر متصل کر دیا ہے' کہ مسلمان کے دل میں اس کے بعد و تباین' بیگانگی و مغائرت کا شائبہ تک پیدا نہ ہو سکے' اور وہ ساری کائنات کو اپنا وطن اور ساری دنیا کو اپنا دیس سمجھے' اس سلسلے میں پہلا سبق مسلمانوں کو یہ دیا گیا کہ ﴿ فانتشروا فی الارض ﴾ مسلمانوں زمین پر بکھر جاؤ! اور سارے جہان میں پھیل کر جگہ جگہ اپنی قیام گاہیں بنا لو' تاکہ ساری دنیا تمہارا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وطن بن جائے' اور تمام ممالک تمہارے زیر اثر اور زیر اقتدار آ جائیں۔ تجارت کی تاکید بھی اسی غرض سے کی گئی' اور مقصد ان سارے احکام کا یہ اور صرف یہ تھا' کہ حق تبلیغ ادا کیا جائے' اور دنیا کے ایک ایک گوشے میں توحید و رسالت کی اشاعت کر کے تمام اہل جہان کو اسلام کے قبول کرنے کی دعوت دی جائے' پس جس طرح اسلام نے اخوت اور مساوات کو شان عالمگیری عطا فرمائی اسی طرح اس نے وطنیت کو بھی جہانگیر بنا دیا' اور یہ اسی عالمگیر اسلامی و طنیت کا نتیجہ ہے' کہ آج دنیا کے کونے کونے میں کلمہ گویان رسول ﷺ کا وجود مسعود نظر آ رہا ہے' اور مرکز کعبہ کی شاخیں تمام کائنات عالم میں پھیلی ہوئی ہیں۔

اسلامی ممالک مفتوحہ

اسلام کے اسی نظریہ سیاست و وطینت کو اپنانے کے لیے مسلمانوں نے فتوحات کا سلسلہ شروع کیا' اور دنیا کے اکثر ممالک ان کے زیر نگیں آ گئے' مسلمان جہاں بھی فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے' وہاں توحید کے جھنڈے گاڑے' فرض تبلیغ ادا کیا اور اسی ملک کو اپنا وطن بنا لیا' ایسا وطن جیسے اسی خاک سے پیدا ہوئے' اور اسی کو وطن مالوف و محبوب سمجھا' اور اس کی حفاظت کے لیے اپنی جانیں تک قربان کر دیں۔ مسلمانوں نے جس مفتوحہ ملک میں اسلام کے پرچم نصب کیے' پھر اس کو دوسروں کے قبضہ میں دینا گناہ عظیم خیال کیا' از بسکہ قرآن و حدیث کی رو سے سیاست کو مذہب کے تحت رکھا گیا ہے' اور دین خدا کی نگاہوں میں مذہب اسلام اور سیاست اسلامی میں کوئی فرق نہیں ہے' اور نہ یہ جداگانہ چیزیں ہیں' جیسا کہ علامہ اقبالؒ نے بھی کہا ہے۔

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی!

پس مسلمانوں نے کسی عنوان یہ برداشت نہ کیا' کہ جو ملک ایک دفعہ اسلام کے زیر نگیں آ جائے' اور جس میں ایک بار اسلامی حکومت قائم ہو جائے' اس پر کبھی کفار و مشرکین بھی قبضہ کر سکیں اور اس میں اسلامی آئین کی بجائے پھر کافر و مشرک اقوام کا تیار کردہ قانون نافذ ہو سکے' یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے جس حصہ زمین پر بھی اسلام کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت قائم کی' اس کو کفار و مشرکین سے بچانا' اس کی سالمیت کو قائم رکھنا اور اس کو مضبوط و مستحکم کرنا ان کے دینی فرائض میں داخل ہو گیا۔

ہندوستان کی پوزیشن

شام و یمن' مصر و عراق' ٹرکی و ایران' افغانستان و فلسطین کی طرح ہندوستان بھی ایک ایسا ملک ہے' جس کو مسلمانوں نے فتح کر کے اس میں توحید الٰہی کے پھریرے لہرائے اور اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لائے' محمد بن قاسم' محمود غزنوی' ظہیرالدین بابر' اورنگ زیب عالمگیر' شاہ جہان' نور الدین جہانگیر' شیر شاہ سوری ایسے شاہان اسلام کا اسم گرامی رہتی دنیا تک زندہ و قائم رہے گا' جنہوں نے کفرستان ہند میں اللہ کا نام بلند کیا' اور اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں سے اس میں اسلام کے جھنڈے گاڑے' آج ہندوستان میں یہ جو کروڑوں مسلمان ﴿ قال اللّٰہ و قال الرسول ﴾ کے نعرے لگاتے دکھائی دیتے ہیں' یہ انہی فرمان رواؤں کے فیوض و برکات کا نتیجہ ہے۔

ہندوستان میں مسلمانوں نے کم و بیش ایک ہزار سال تک کرو فر سے حکومت کی ہے جس کے آثار اسلامیہ اس کے چپے چپے پر نظر آتے ہیں ؎

ابھی اس راہ سے گذرا ہے کوئی
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

لیکن ﴿ توتی الملک من تشآء ﴾ کا فرمان نازل کرنے والی ذات اقدس نے جب دیکھا' کہ مسلمان حکمران عیاشیوں اور بد کرداریوں میں مبتلا ہو گئے ہیں' اور ان کی کوتاہیوں' بد عملیوں' بددیانتیوں' عیش پرستیوں اور حرامکاریوں نے انہیں اس قابل نہیں چھوڑا' کہ اب وہ تاج و تخت کے مالک بن کر ملک پر حکومت کر سکیں' تو غیور و قہار خدا نے ﴿ تنزع الملک ممن تشآء ﴾ کا قانون نافذ فرمایا' اور ہزار برس حکومت کرنے والے مسلمان فرمان رواؤں سے ہندوستان ایسے چالیس کروڑ انسانوں کے وسیع تریں ملک کی سلطنت ان سے چھین لی' خود مختار بادشاہوں کو ملک بدر اور اسیر ہونا پڑا' اور اس انگریز نے ان کے تاج و تخت پر قبضہ کر لیا' جو ایک روز انہی کی منت سماجت کر کے ان کے ملک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تجارت کرنے آیا تھا۔

آگ لینے گئی تھی شر والی
اور بن بیٹھی جا کے گھر والی

علمائے ہند کا انگریزوں اور سکھوں سے جہاد

مسلمانوں سے حکومت چھین کر ایک طرف تو سلطنت اسلامیہ ہند پر انگریزوں نے جبراً قبضہ جما لیا' دوسری طرف پنجاب میں سکھوں نے اودھم مچایا' اور انہوں نے نہ صرف مسلمانوں کی حکومت ہتھیالی' بلکہ ان پر بے پناہ مظالم بھی توڑے جانے لگے' ان حالات میں ہندوستان کے وہ علمائے کرام جن کے دل جذبہ جہاد سے بھرپور تھے' کب خاموش رہ سکتے تھے' وہ میدان مجادلہ میں کود پڑے' اور اللہ کی تلواریں سونت کر اسلام کی کھوئی ہوئی سلطنت' عظمت' اور شوکت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے انگریزوں اور سکھوں سے نبرد آزما ہو گئے' یہ مجادلات در حقیقت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تحریکات کے زیر اثر تھے' اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے نامدار سید احمد بریلوی' شاہ اسماعیل ایسے مجاہدین کرام نے یہ جہاد شروع کیا تھا' اور اس کا مقصد یہ اور صرف یہ تھا' کہ ہندوستان کو کافر و مشرک غاصبوں سے پاک کر کے اس میں اسلامی خلافت قائم کی جائے۔

ولی اللّٰہی مشن ہی کی ایک شاخ "تحریک وہابیت" [1] تھی جس میں علمائے ہند نے خوب خوب حصہ لیا' اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکال کر اس میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے لیے ان سے بے جگری کے ساتھ لڑے' مگر افسوس' کہ بے سروسامانی' پھوٹ اور بعض قسم کی غداریوں نے جو ملک اور قوم کے اندر پیدا ہو چکی تھیں' ان مجاہدین اسلام کو کامگار نہ ہونے دیا' اور بالآخر سارے ہندوستان پر انگریز نے مکمل قبضہ کر لیا۔

---

[1] "تحریک وہابیت" نام سے معلومات افتراء الگ کتاب بھی چھپ چکی ہے۔ احباب مسلم پبلی کیشنز سوہدرہ گوجرانوالہ کے پتہ سے منگوا سکتے ہیں۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزاد کا نظریہ سیاست

مولانا ابوالکلام آزاد جنہوں نے شاہ ولی اللہ کی تعلیمات و تحریکات اور آپ کے خلفاء کے مجاہدات و مجادلات کا خوب مطالعہ کیا تھا' اوائل عمر میں ہی یہ سپرٹ' یہ جذبہ اپنے دِل میں رکھتے تھے کہ جیسے بھی ممکن ہو' ہندوستان کو جو ہزار بارہ سو سال سے مسلمانوں کا وطن اور دول اسلامیہ کا ایک ٹکڑا بن چکا تھا' انگریز کی غلامی سے آزاد کرا کے مسلمانان ہند کو اس قابل بنا دیا جائے' کہ وہ اپنے کھوئے ہوئے تاج و تخت کو پھر حاصل کر سکیں اور حکومت کرنے کے لائق ہو جائیں۔ اسی جذبہ اسی جوش اسی ولولہ کے ساتھ انہوں نے اپنی سیاست کا آغاز کیا' اور اس وقت کیا جب کہ ان کی ابھی مسیں ہی بھیگ رہی تھیں' جوانی کا تازہ خون شباب کی سرمستیاں اور رنگینیاں عام طور پر انسان کی نوجوانی کو غلط راستے پر لگا دیتی ہیں' لیکن آزاد کی نوجوانی کچھ عجیب قسم کی تھی' کہ اس کی بہار نے انہیں سیاسی زندگی میں الجھا دیا ادھر ان کا شباب جوش میں آ کر ابھرا ادھر وہ دست و گلو میں پھولوں کے ہار اور گجرے پہننے کی بجائے' فولاد کی ہتھکڑیوں' بیڑیوں اور طوقوں سے روشناس کرائے گئے' عوام کا جو بن تفریح گاہوں اور عشرت کدوں میں لٹ رہا تھا' اور آزاد کی جوانی جیل کی سلاخوں سے کھیل رہی تھی' اس لیے اور صرف اس لیے کہ ملت اسلامیہ ہند جس حریت و آزادی سے محروم کی گئی ہے' اس کو انگریز سے چھین کر پھر سے اس کے ہاتھ میں دیا جائے' اور خدا کے اس قانون کا ڈھنڈوا چار دانگ عالم میں پیٹا جائے' کہ مسلمان آزاد رہنے کے لیے پیدا ہوا ہے' آزادی اس کا پیدائشی حق ہے' وہ باطل سے نہ کبھی دبا ہے نہ دبے گا اور حق پرستان اسلام نے نہ کبھی کفار کی غلامی قبول کی ہے نہ کبھی قبول کریں گے ؎

دنیا میں ٹھکانے دو ہی تو ہیں آزاد منش انسانوں کے
یا تختہ جگہ آزادی کی یا تخت مقام آزادی کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احیائے قوم و ملت

مولانا ابوالکلام آزاد نے انگریزی حکومت اور اس کے جور و تشدد کے خلاف ۱۹۱۰ء کے قریب آواز اٹھائی اور اسی سال اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا' لیکن ایک غیر ملکی جابر و ظالم حکومت' اور اس کی قہرمانیوں سے ٹکر لینا اور ملک و ملت کے پاؤں سے غلامی کی زنجیریں کاٹنا تنہا مولانا آزاد کے بس کی بات نہ تھی' وہ کمنے کو اس پر کمربستہ تو ہو گئے اور دل میں آزادی دلانے کا عزم صمیم بھی کر لیا' لیکن جب تک ملک کے عام مسلمان ان کے ہمنوا نہ بنتے اور ان کے مشن کو کامیاب بنانے کے لیے جوش عمل نہ دکھاتے' اس وقت تک کامیابی دشوار ہی نہیں ناممکن تھی۔

پس مولانا آزاد نے سوچا' کہ جب تک ہندوستان کے مسلمانوں کو بیدار نہ کیا جائے' اور راستہ ہموار نہ کیا جائے' میدان جہاد میں کودنا ناموزوں ہے۔ اور غلامی کی جو بدبو ان کے دماغوں اور ذہنوں کو متعفن کر چکی ہے' جب تک اس کے بد اثرات زائل نہ کیے جائیں' اس وقت تک تحریک حریت کو جامہ عمل پہنانا اور برٹش گورنمنٹ سے مصروف پیکار ہونا مناسب نہیں' چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے اپنی تقریروں اور تحریروں میں علمائے ہند ہی کو مخاطب کیا' انہیں وقت کی ضرورت و اہمیت بتائی۔ ان کو غیرت دلائی اور عظمت رفتہ کا احساس دلایا' کتاب و سنت کے بھولے ہوئے سبق یاد دلائے' اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا' اور اپنے انہی مقاصد عظیمہ کو بروئے کار لانے کے لیے انہوں نے ۱۹۱۲ء میں "الہلال" اور اس کے بعد "البلاغ" ایسے روح پرور' ایمان افروز اور حریت بردار جرائد کو جاری فرمایا۔ جنہوں نے سوئی ہوئی قوم کو بیدار کر دیا۔

صور اسرافیل

آزاد مرحوم اپنے جرائد میں انقلاب آفریں نگارشات کچھ ایسے جذب و تاثیر سے قلم بند فرماتے کہ دشمن بھی ایک بار تو ان کا لوہا مان جاتا' پھر انہوں نے جلسوں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتماعات میں بھی مسلمانوں کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگانے اور ان کے مردہ دلوں میں تازہ روح پھونکنے کی از حد سعی مسلسل کی اور انہیں پکار پکار کر کہا کہ:

"آہ! کاش مجھے وہ صور قیامت مل جاتا' جس کو لے کر میں پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر چڑھ جاتا' اس کی ایک صدائے رعد آسائے غفلت شکن سے سر گشتگان خواب ذلت و رسوائی کو بیدار کرتا اور چیخ چیخ کر پکارتا' کہ اٹھو! بہت سو چکے اور بیدار ہو جاؤ کہ اب تمہارا خدا تمہیں بیدار کرنا چاہتا ہے' پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہ دنیا کو دیکھتے ہو' پر اس کی نہیں سنتے جو تمہیں موت کی جگہ حیات' اور زوال کی جگہ عروج اور ذلت کی جگہ عزت بخشنا چاہتا ہے۔"

ہندوستان کی ملت اسلامیہ کو انگریز نے غلامی اور غفلت شعاری کی افیون کچھ اس طور کھلائی ہوئی تھی' کہ اس کا جگانا اسے ہوش میں لانا اور اس کو تغافل و جمود سے نکالنا سخت مشکل تھا' تاہم آزاد نے ہمت نہ ہاری' وہ اسے سر اور شانوں سے پکڑ پکڑ کر جھنجھوڑتے اور جھٹکتے رہے' اور یہی تلقین فرماتے رہے' کہ علمائے ہند کو ۱۸۵۷ء میں جو شکست کھانا پڑی ہے اب وقت کا تقاضا تمہیں مجبور کرتا ہے' کہ اٹھو فوراً اس کی تلافی کے لیے کمریں باندھ لو اور جو کام پیش رو مجاہدین نے ادھورا چھوڑا ہے' جیسے بھی بن پڑے اسے تکمیل تک پہنچاؤ۔

اسی مقصد کی تکمیل کے لیے دہلی میں "جمعیتہ العلماء" کی داغ بیل رکھی گئی' اور خود مولانا اس کے سرپرست اور کنوینر بن گئے' تاکہ علماء ہند کی اس جماعت کے ذریعے ایک تو ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہوتی رہے' دوسرے مسلمانان ہند میں جہاد و حریت کا جوش و جذبہ پیدا کیا جائے' تاکہ وہ اپنے احساس کمتری اور احساس غلامی کو سمجھنے کی صلاحیت رکھیں' اور جنگ آزادی میں شریک ہونے کے لیے تیار ہو سکیں۔

جہاد کی ترغیب

مولانا آزاد پر اعتراض کیا جاتا ہے' کہ وہ کانگریس میں شامل ہو کر گاندھی کی تعلیمات کے دل دادہ ہو گئے' اور جنگ و جہاد کے مخالف بن کر اہنسا اور عدم تشدد کو تسلیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے لگ گئے۔ لیکن یہ اعتراض بھی دیگر اعتراضات کی طرح قطعی غلط اور بے بنیاد ہے' مقام غور ہے کہ جس آزاد کی ساری عمر قرآن و سنت پر عمل کرتے' اس کی تفسیر لکھتے اور دوسروں کو کتاب و سنت کے احکام پر چلنے کی تلقین کرتے گذری ہو' کیا وہ ایسے غیر اسلامی اعتقادات رکھ سکتا تھا؟ ہرگز نہیں! اس کی تردید میں آزاد کی اپنی تحریرات شاہد ہیں۔ ہم بطور نمونہ وہ پیش کرتے ہیں۔ آپ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"میں ان مسلمانوں سے' جو قرآن کریم سے ذرا سی واقفیت بھی رکھتے ہیں' یہ پوچھنا چاہتا ہوں' کہ کیا تم نے ﴿ ان اللّٰہ یحب الذین یقاتلون فی سبیل اللّٰہ صفا کانھم بنیان مرصوص ﴾ قرآن میں نہیں پڑھا ہے؟ اگر تم آیات جہاد سے واقف ہو' اور ان کے معانی سمجھتے ہو' تو میں انگشت بدندان ہوں' کہ تم ایسی خاموشی اختیار کر کے کیوں تغافل و تکاہل کا لحاف اوڑھے بیٹھے ہو' جس کی شریعت اسلامیہ میں سخت ممانعت ہے' تمہارے پاس صرف ایک ہی بہانہ ہے اور وہ یہ ہے' کہ تم بے سر و سامان ہو' اور دنیا جہان کی بارودی میگزینیں تمہارے پاس نہیں ہیں' لیکن تمہارے اسلاف جب جہاد کے خوف ناک شعلوں میں چھلانگیں لگاتے تھے' تو ان کے پاس کیا ہوتا تھا؟ دو ایک ٹوٹی ہوئی تلواریں اور زنگ خوردہ تیر؟ کاش! تم کتاب حق پر نظر رکھتے اور کانوں سے سنتے کہ تمہارا خدا ﴿ الا ان حزب اللّٰہ ھم الغالبون ﴾ کہہ کر تمہیں جہاد کی ترغیب دیتا اور پھر یہ بشارت بھی تمہارے گوش گزار کرتا ہے کہ آخر تم ہی غالب ہو گے۔ اور تمہارا دشمن منہ کی کھا کر گرے گا۔ اگر تم اب بھی نہ اٹھے۔ اور تمہاری جگہ کوئی اور آزادی پسند جماعت کھڑی ہو گئی تو تم زندگی بھر پچھتاتے رہو گے' اور پھر تمہارا یہ پچھتانا نہ صرف بے کار و بے فائدہ ہو گا' بلکہ شماتت ہمسایہ کا موجب ہو گا اور شرم و ندامت کا باعث۔" (الہلال)

پیام بیداری

الغرض مولانا نے مسلمانوں کو جگانے اور ہشیار کرنے میں زندگی کا کوئی دقیقہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروگذاشت نہیں کیا' وہ انہیں بیدار کر کے ان اسلامی خطوط پر چلانا چاہتے تھے' جس پر صحابہ کرام' تابعین اور جملہ مجاہدین اسلام چلتے رہے' وہ ببانگ دہل کہتے تھے:

"اور کچھ نہیں' تو کم از کم تم اسلاف اسلام کی سیرتوں کا بکثرت مطالعہ کرو' اور دیکھو کہ انہوں نے آزادی پانے کے لیے اور انسانوں کو غلامی کے جوئے سے نکالنے کے لیے کیا کیا طریقے اختیار کیے' ان کے طریقے کوئی نئے نہ تھے' وہی تھے جو کتاب اللہ میں مرقوم ہیں' ان کی روحیں آج بھی تمہیں بیداری کا پیغام دیتی ہیں' اور تمہیں اس آزادی کی طرف بلاتی ہیں' جو ہر زادۂ اسلام کا پیدائشی حق ہے۔ میرے ہم قوموں یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے' کہ تم ظالم انگریز کے سامنے فوراً جھک جاتے ہو' اور اس کے قانون کی اطاعت کے لیے فوراً تیار ہو جاتے ہو لیکن رحیم و کریم خدا اور مقدس آئین کے سامنے کبھی نہیں جھکتے' وقت اور اس کے تقاضے تمہیں جگاتے ہیں' اور تم خراٹے لیتے ہو' اسلام تم کو اٹھاتا ہے اور تم گرنے کی کوشش کرتے ہو' شریعت تمہیں فتح کے مژدے سناتی ہے اور تم اپنے کان شکست کی خبریں سننے کے لیے لگا دیتے ہو' دین حق تمہیں احرار (آزاد لوگ) کہہ کر پکارتا ہے' اور تم غلامی کی بیڑیاں پہننا پسند کرتے ہو' تمہاری اس روش کا بے شعور حیوانات اور جنگل کے درندے بھی مذاق اڑاتے ہوں گے مگر تمہیں اس کا احساس تک نہیں۔" (الہلال)

عدالتی بیان

مولانا کی حریت نواز تحریکات کا نتیجہ آخر وہی نکلا' جو غیر ملکی جابر و قاہر حکومتوں کے وقتوں میں نکلا کرتا ہے انگریز گورنمنٹ نے انہیں ہتھکڑیوں میں جکڑ لیا' اور ان کی صدائے آزادی کو دبانے کے لیے ان پر بغاوت کے مقدمے چلائے جانے لگے۔

ایک دفعہ مولانا پر مقدمہ چلایا گیا' تو عدالت نے سوال کیا'

مولانا: آپ نے آزادی کی جو تحریک جاری کر رکھی ہے' اس کا مقصد کیا ہے' کیا آپ ہندوستان کی تمام اقوام کو آزادی دلانا چاہتے ہیں' یا کسی خاص طبقہ کو؟ عدالت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس استفسار پر مولانا آزاد بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے' پھر اپنے خاص انداز سے فرمایا:

"مسٹر مجسٹریٹ: غالباً آپ اس راز سے ناواقف ہیں' کہ جب کوئی مسلمان آزاد ہونے کے لیے تڑپتا ہے تو وہ محض اپنے ذاتی یا خاندانی یا قومی فائدے کے لیے یہ کوشش نہیں کرتا' بلکہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں کو آزادی ملے گی تو اس کے بدولت تمام اقوام و ملل اور تمام ادیان و مسالک کو فضائے حریت میں سانس لینا نصیب ہو گا' شریعت مطہرۂ اسلامیہ ہر انسان ابن آدم کو آزاد دیکھنا چاہتی ہے' میں اگر مسلمانان ہند کو بیدار کرتا اور انہیں خواب غفلت سے جگاتا ہوں' تو اس کا مقصد یہ نہیں کہ صرف ہندوستانی مسلمان ہی آزادی میں کامیابی پائیں اور اس ملک کی دوسری قومیں زنجیر غلامی میں جکڑی رہیں' اس کا مقصد یہ ہے کہ جب مسلمانان ہند اپنے مطالبہ آزادی میں کامیاب ہوں گے' تو اسلام کا عالمگیر آئین تمام دوسری ملتوں کو بھی حقوق آزادی سے محروم نہ رکھے گا' اور اسی کا نام اسلامی جمہوریت ہے۔" (نوائے اسلام)

بہر کیف' یہ تسلیم کرتے ہی بنے گی' کہ مولانا آزاد نے غیر منقسم ہندوستان کے مسلمانوں میں آزادی کی روح پھونکی' ان کے مردہ دلوں کو نئی زندگی سے شناسا کیا' اور ان کے خمار غفلت کو دور کرنے میں بہت بڑا حصہ لیا۔

اسلامی خلافت کا قیام

مولانا ابوالکلام آزاد ہندوستان میں اسی قسم کی طرز حکومت چاہتے تھے' جس قسم کی طرز حکومت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین نے اختیار فرمائی تھی' یعنی ان کا منشا یہ تھا' کہ کفرستان ہند میں اسلامی خلافت اور اسلامی جمہوریت قائم ہو جائے' اور مسلمان کامل آزادی حاصل کرنے کے بعد اس ملک میں قرآن و سنت کا آئین نافذ کریں اور اس ازلی ابدی آئین کے سائے تلے ہندوستان کی تمام اقوام آزادانہ طور پر ہر قسم کے جائز حقوق و مراعات حاصل کر سکیں' جیسا کہ خلفائے اسلام کے زریں عہدوں میں ہوتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے۔

مولانا اپنے اسی سہانے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور اسی بات پر لگاتے رہے' کہ مسلمانان ہند خواب غفلت سے بیدار ہو کر منظم و متحد ہو جائیں اور غاصب انگریز کو ملک سے نکال کر اپنی کھوئی ہوئی حکومت پر قبضہ کر لیں' اس لیے کہ انگریز نے حکومت' ہندوستان کی کسی قوم سے نہیں چھینی تھی' مسلمانوں سے چھینی تھی' اور مسلمان ہی اس کو واپس لینے کا حق رکھتے ہیں اور آزادی کی جنگ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکتے ہیں' اسی مقصد سے مولانا نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے ایک دفعہ فرمایا:

"دنیا ہم کو تک رہی ہے' تاریخ کے صفحات ہمارے انتظار میں ہیں' ہزاروں لاکھوں شہیدان وفا اور لاتعداد مظلوموں کی نگاہیں ہم پر لگی ہوئی ہیں سمرنا اور ایشائے کوچک کی خون آلود سرزمین سے ہمارے لیے صدائیں اٹھ رہی ہیں' ہندوستان کی پامال سرزمین کا ایک ایک ذرہ ہماری کھوج میں ہے' کیا ہمارا وجود ان سب کے لیے مایوسی کا پیام ہو گا؟ کیا ہماری نامرادی و بدبختی کی سرگذشتیں لکھی جائیں گی؟ کیا ہم تاریخ کو صرف اپنی ناکامی کی کہانی دے سکتے ہیں؟ کیا آنے والی نسلوں کی زبانوں پر ہمارے لیے صرف نفرتیں اور لعنتیں ہی ہو سکتی ہیں؟ یہی وقت ہے' جو ہمیشہ کے لیے ہماری فتح و شکست کا فیصلہ کرے گا' آؤ! اپنی قسمت کی تعمیر کریں' اپنی عزت و اقبال کو ڈوبنے سے بچائیں' اپنی فتح کو شکست کے لیے نہ چھوڑیں' ہندوستان کی آزادی اور نجات کی امید کو تاراج نہ کریں جو پھر صدیوں تک واپس نہ مل سکے۔" (الجمعیۃ)

اعلانِ حقیقت

ہندوستان میں اسلامی خلافت کے قیام اور برطانوی حکومت کے ساتھ جہاد حریت کے متعلق مولانا نے اپنی ایک تقریر میں کہا:

"ہم نے ایمان کا اعلان کیا ہے' خدا پرستی کا دعویٰ کیا ہے' سر فروشی و جاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستانی کا نعرہ لگایا ہے' ہم نے قربانی و جان بازی کا ہزاروں لاکھوں مرتبہ نام لیا ہے' ہم نے حق پرستی کے عہد کیے ہیں' ملک سے عشق و محبت کا پیمان وفا باندھا ہے' ہم نے نامرادی و بزدلی کی ہمیشہ حقارت کی' (یعنی زبان سے انہیں برا کہا) ہم نے حق سے منہ موڑنے اور خدا کو پیٹھ دکھانے پر لعنتیں بھیجیں۔ ہم ان پر ہنسے جو تکلیفوں اور مشکلوں سے گھبرا گئے' ہم نے ان کی بدبختی و محرومی سے پناہ مانگی جو وقت پر اپنے دعووں میں پورے نہ اترے یہ سب کچھ ہم نے اپنی مرضی اور طلب سے کیا۔ خدا اور اس کے فرشتے ہماری زبانوں اور ہمارے دلوں پر گواہ ہیں' پھر اگر آج آزمائش کی گھڑی آ گئی ہے' اور وہ منزل سامنے ہے جس کے لیے ہم اس قدر دعوے کر چکے ہیں' تو کیا ہم عین وقت پر اپنے تمام دعوے بھلا دیں گے؟ اور ان قربانیوں کو واپس لے لیں گے؟ کیا ہمارا دعویٰ' دھوکہ ثابت ہو گا؟ کیا ہم نے جو کچھ کہا وہ جھوٹ تھا'؟ اور ہم نے اپنے ایمان اور حق کے لیے جو کچھ سمجھا وہ دھوکہ تھا۔" (الجمعیۃ)

مولانا اسی قسم کے اعلانات اکثر فرماتے رہتے تھے' اور مقصود ان سے یہ تھا' کہ ہندوستان کے تمام مسلمان اپنے کھوئے ہوئے وقار و اقتدار' عظمت و شوکت' حکومت و سلطنت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے مستعد' منظم اور متحد ہو جائیں' اور کسی صورت بھی تغافل و تکاہل سے کام نہ لیں' وہ ہندوستان کو آزاد کرا کے اس میں اسلامی حکومت کے قیام کو صرف مسلمانان ہند تک محدود نہیں رکھنا چاہتے تھے' بلکہ اسلامی آئین کی رو سے وہ اس آزادی کو تمام دنیائے اسلام کے لیے منفعت بخش سمجھتے تھے' اور یہ خیال فرماتے تھے کہ اگر ہند کے مسلمانوں نے آزادی جیت لی اور وہ ہندوستان میں اسلامی خلافت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے' تو اسلامی دنیا کو بہت تقویت ملے گی' اور اس کی حریت و سالمیت بھی محفوظ و مضبوط ہو جائے گی' چنانچہ اس سلسلے میں مولانا کا بیان ان کے اپنے الفاظ میں سن لیجیے۔ ایک موقعہ پر اعلان فرمایا:

"ہندوستان کی مکمل آزادی نہ صرف مسلمانان ہند بلکہ مسلمانان عالم کے مفاد کے لئے ضروری ہے"۔ (الجمعیۃ مضمون مسٹر ہمایوں کبیر مرکزی وزیر حکومت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہند)

علامہ اقبال کا تصور خلافت

علامہ اقبال مرحوم از بسکہ اسلام کی عالمگیر اخوت' عالمگیر مساوات' عالمگیر قومیت اور عالمگیر اتحاد کے سخت معتقد ہی نہیں مبلغ بھی تھے' اور ان کا یہ اعتقاد ایمان کے درجہ تک پہنچا ہوا تھا' اس لیے وہ ہندوستان میں بھی کامل اسلامی حکومت کے سنہرے خواب دیکھا کرتے تھے' ان کی جملہ تصنیفات میں اس امر کی بہت سی تفصیلات ملتی ہیں' کہ جس طرح اسلاف نے اپنی فتوحات عظیمہ سے کائنات عالم کو مسخر کیا تھا' اسی طرح وہ چاہتے تھے' کہ مسلمان ہندوستان کو بھی کچھ اس انداز سے فتح کریں' کہ ان کے نقصان کی تلافی بھی ہو جائے' اور وہ ایک مضبوط اسلامی خلافت کے مالک بھی بن جائیں۔

ابتداء میں علامہ اقبال کا نظریہ سیاست یہ تھا' کہ ہندوستان کے مسلم اکثریت والے علاقے مسلمانوں کے زیر نگیں ہو جائیں' اور ان ٹکڑوں کو ملا کر ایک الگ اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آ جائے' جیسا کہ ان کے بعض خطبات و نگارشات سے ثابت ہے اور ان کے اسی تصور کی بنیاد پر قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کے رفقاء نے پاکستان کی تعمیر کا نقشہ بنایا' اور اس عظیم اسٹیٹ کا سنگ بنیاد ۱۴- اگست ۱۹۴۷ء کو رکھا گیا۔

لیکن اقبال کی نظموں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ راز بھی آشکارا ہوتا ہے کہ بعد میں ان کا تصور خلافت ایک محدود دائرے سے نکل کر بہت وسیع ہو چکا تھا' اور وہ ان ممالک کا نقشہ اپنی آنکھوں میں لا کر اس قدر زار و قطار رویا کرتے تھے' کہ کسی وقت تو ان کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں' وہ ممالک جن میں کبھی توحید کے پرچم نصب ہوئے تھے' اور جن کو مسلمان مجاہدین نے فتح کر کے اسلام کی تحویل میں دیا تھا' پس جس طرح وہ اندلس ایسے اجڑے ہوئے اسلامی دیار پر آہ و زاری کرتے تھے' اسی طرح ہندوستان کی مسلم حکومت کی بربادی بھی انہیں آٹھ آٹھ آنسو رلاتی تھی' اور وہ یہ چاہتے تھے' کہ اگر مسلمانان ہند پھر بیدار ہو جائیں اور ان میں اپنی دولت کے لٹ جانے کا احساس پیدا ہو' تو وہ اپنی مساعی بلیغہ سے پھر اس لوٹے ہوئے خزانے سے مالا مال ہو کر تخت کے مالک بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے ہیں' ان کے کلام میں جابجا استعارات و اشارات اور رموز و اسرار ملتے ہیں۔ اور اس سے بھی وسیع تر یہ کہ وہ ساری دنیا کو اسلام کے زیر حکومت دیکھنے کے متمنی تھے! بیشک علامہ مرحوم کا یہ نظریہ بہت وسیع اور عالمگیر تھا۔ اللہ کرے ان کا یہ نخل آرزو بار آور ہو۔

مولانا آزاد کا تخیل خلافت

مولانا ابوالکلام آزاد نے سیاست وطن کا جو خاکہ اپنے ذہن میں کھینچا تھا' وہ علامہ اقبال کے بنائے ہوئے نقشے سے جدا نہ تھا' مولانا جو کچھ کہتے تھے وہ اقبال ہی کے نظریات کا عکس ہوتا تھا' اور اقبال جو کچھ تصور کرتے تھے وہ آزاد ہی کے تخیل کا آئینہ دار ہوتا تھا' دونوں حضرات دین اور سیاست کا ادغام چاہتے تھے' اور دونوں ہندوستان میں خلافت اسلامیہ کے قیام کے آرزو مند تھے' مولانا آزاد کی کتاب "تذکرہ" کے مقدمہ میں فضل الدین احمد صاحب نے خوب لکھا ہے کہ:

"ڈاکٹر اقبال کا مذہبی عقائد میں جو پچھلا حال سنا ہے' اب ان کے مقابلہ میں ان کی فارسی مثنویاں دیکھتے ہیں تو سخت حیرت ہوتی ہے' اسرار خودی اور رموز بے خودی فی الحقیقت "الہلال" ہی کی صدائے بازگشت ہیں۔" (مقدمہ تذکرہ)

ہاں! ایک بات ان دونوں بزرگوں میں اگر مختلف تھی تو یہ کہ علامہ اقبالؒ نے شروع شروع میں ایک محدود اسلامی سٹیٹ کا تصور پیش کیا تھا' لیکن آزاد مرحوم آغاز ہی سے پورے ہندوستان میں اسلام کا جھنڈا لہرانے اور اس کو اسلامی مملکت بنانے کی فکر میں تھے اور اسی لیے انہوں نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"ہمارا تصور آزادی اسلام کا عطا کردہ ہے' ہمیں اپنے تخیل' اپنے عزم' اپنے ارادہ کو محدود رکھنا نہیں چاہیے' مسلمان ایک وسیع و عمیق دل لے کر آیا ہے' اور اس کی یہی وسعت جس طرح اسلام کو اکناف عالم میں بکھیرتی ہے' اسی طرح ساری کائنات اس کی خلافت کے پرچم کے نیچے جمع ہونے کے لیے چشم براہ ہے' جس میں ایک ہندوستان بھی ہے' اس کے آثار اسلامیہ ہر ہندوستانی مسلمان کو اپنی عظمت رفتہ کے حصول کی دعوت دیتے ہیں اور پکار پکار کر کہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ اگر حیات ابدی درکار ہے تو اس وقت تک آرام نہ کرو جب تک اپنا کھویا ہوا سرمایہ واپس نہ لے لو۔" ("تقریر آزاد" شائع کردہ خلافت کمیٹی بمبئی)

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے' کہ مولانا کی ان تحریروں اور تقریروں کی موجودگی کے باوجود پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں نے مولانا کا اصلی مقام اور حقیقی مشن سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ اور بعض اچھے بھلے لوگوں نے بڑی ٹھوکریں کھائیں۔ اگر ذہن میں پیشگی تعصب ہو تو ایسا ہو ہی جایا کرتا ہے۔

تحریک خلافت اور کانگرس

آخر جنگ آزادی لڑنے کے لیے ہندوستان میں مختلف سیاسی جماعتوں کی تشکیل عمل میں لائی گئی' جمعیتہ علمائے ہند تو پہلے ہی قائم کی جا چکی تھی' اور اس کا قیام بھی مولانا آزاد ہی کی مساعی جمیلہ کا رہین منت تھا' کانگریس ایک پرانی سیاسی جماعت تھی' جس میں ہندو عنصر بہت غالب تھا' اور ابتداء میں اس کی باگ ڈور چند متعصب ہندو لیڈروں کے ہاتھ میں تھی لیکن بعد ازاں علی براداران' یعنی مولانا محمد علی' شوکت علی نے مولانا آزاد ہی کے اسلامی و سیاسی نظریات سے متاثر ہو کر خلافت کمیٹی قائم کر دی' جس نے تھوڑی ہی مدت میں ہندوستان گیر صورت اختیار کر لی' اور آزادی پسند مسلمانوں نے اس کے قیام کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

تحریک خلافت کی روح رواں

مولانا آزاد ہی تحریک خلافت کی روح اور جان تھے' انہوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' اور اس کی کوششوں کو کامیاب بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی' آزاد مرحوم علی برداراں کے دوش بدوش کام کرتے' اور ان سے زیادہ جوش و ولولہ دکھاتے تھے' ان کی تقریریں اس قدر حریت انگیز اور تہلکہ خیز ہوتی تھیں' کہ یوں معلوم ہوتا تھا' مسلمانان ہند کے مردہ دلوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے صور پھونکا جا رہا ہے۔ اس وقت تحریک

17342

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافت اور کانگریس کمیٹی کے سیاسی عقائد و نظریات الگ الگ تھے' خلافت کمیٹی کا نظریہ تو وہی تھا جو مولانا آزاد کا تھا' یعنی مسلمانوں کو جگا کر جہاد حریت کے لیے تیار کرنا اور ہندوستان میں خلافت اسلامیہ کا قیام عمل میں لانا۔ لیکن کانگریس کا نظریہ یہ تھا کہ تحریک آزادی میں مسلمانوں کا شمول چنداں ضروری نہیں' ہندوستاں میں از بسکہ ہندوؤں کا غلبہ ہے' اس لئے آزادی حاصل کرنا اور ملک میں اپنے ڈھب کی حکومت قائم کرنا صرف انہیں کا حق ہے۔ یہ وہ بنیادی اختلافات تھے جو دونوں جماعتوں میں افتراق کی خلیج حائل رکھتے تھے اور دونوں کو ایک دوسرے کے قریب نہ آنے دیتے تھے۔

مولانا آزاد کی مساعی

جب آزاد مرحوم نے دیکھا کہ مسلمان بھی آزادی کے طلب گار ہیں' اور ہندو بھی آزادی کے متمنی ہیں' تو انہوں نے سوچا کہ اس دولت گرانمایہ کو حاصل کرنے کے لیے دونوں الگ الگ راستے کیوں بنائیں' اور جدا جدا راہوں پر کیوں چلیں' منزل مقصود کو پانے کیلئے اگر دونوں ایک ہی جادہ اختیار کریں' تو یہ زیادہ کامیاب اور درست طریقہ ہو گا' چنانچہ ان کی کوششوں سے افہام و تفہیم کا سلسلہ شروع ہوا اور بالآخر دونوں جماعتوں کے اشتراک عمل سے نہایت سرگرمی اور پوری قوت کے ساتھ کام ہونے لگا' مولانا آزاد کانگرس کے اجلاسوں میں بھی شرکت فرماتے اور خلافت کمیٹی کے جلسوں جلوسوں میں بھی شامل ہوتے' بلکہ دونوں جماعتوں کے اجلاسوں کی صدارت کئی مرتبہ آپ نے ہی کی' اور اپنی قوت عمل سے تحریک آزادی ہند کو اس قدر استحکام بخشا کہ برٹش گورنمنٹ کا چہرہ زرد ہو گیا۔

دراصل مولانا ابوالکلام ہندو مسلم کو متحد کر کے انگریز سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اور اس کے بعد اپنے مسائل پر توجہ دینا چاہتے تھے۔ جس کے لئے انہوں نے ایک محفوظ' مضبوط اور صائب راستہ اختیار کیا۔ اور بارہا اس کا اظہار بھی کیا۔ مگر بہت سے لوگ تعصب یا قلت مطالعہ کی بنا پر آزاد کو سمجھ نہ سکے اور طرح طرح کی غلطیوں کا شکار ہو گئے۔ بلکہ ستم پر ستم یہ ڈھایا کہ مولانا کے خلاف ناروا پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حریت کش سازشیں

انگریز بڑا کائیاں اور عیار تھا' جب اس نے ہندوستان کی دو بڑی قوموں میں اتحاد ہوتے دیکھا' تو اس کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں' اور وہ ایسی تدابیر سوچنے لگا' جس سے تحریک آزادی کا خاتمہ ہو جائے' اور مسلمانان برصغیر غلامی کی آہنی زنجیروں میں ہمیشہ جکڑے رہیں' آخرکار وہ اپنی ناپاک سازشوں میں کامیاب ہو گیا' خلافت کمیٹی اور کانگریس کے درمیان پھر نفاق پڑ گیا' اور نہ صرف نفاق ہی پڑا بلکہ علی برادران کے نظریات کچھ اس طرح تبدیل ہو گئے کہ تحریک خلافت محض برائے نام رہ گئی اور اس کے بعد تھوڑی ہی مدت میں اس کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا' اور اس کے ختم ہوتے ہی مسلمان ایک دفعہ پھر جمود و تغافل کا شکار ہو گئے' ان کا جذبہ حریت سرد ہو گیا' اور وہ جس جگہ سے چلے تھے' منزل مقصود پانے کے بغیر پھر اسی مقام پر واپس آ گئے اور کئے کرائے پر گویا پانی پھر گیا۔ انگریز کامیاب ہو گیا اور ہندوستانی آنکھیں ملتے رہے۔

آزاد کی جرأت و ہمت

یاس و قنوط کے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں گھر کر بھی مولانا آزاد مایوس نہیں ہوئے' وہ اپنے کام میں جرأت و پامردی سے برابر مصروف رہے اور مسلمانوں کو درس آزادی دینے میں انہوں نے غفلت و تکاہل کو مطلق قریب نہیں آنے دیا' وہ جس ولی اللہی مشن کو لے کر پہلے روز اٹھے تھے' اسی کو انجام تک پہنچانے اور مکمل کرنے کی فکر میں لگے رہے' اور اس کوشش میں انہوں نے دن رات ایک کر دیئے' ہمارے کانوں میں مولانا آزاد کا وہ خطبہ صدارت اب بھی گونج رہا ہے' جو انہوں نے آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس کلکتہ میں "مسئلہ خلافت" پر دیا تھا' یہ دو صد سے زائد صفحات کا خطبہ مسلمانوں کے لیے ایک پیام حریت تھا' جس میں انہوں نے ثابت کر دیا تھا' کہ جس خلافت ارضی کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے' اس کے حق دار صرف اہل اسلام ہی ہیں کوئی دوسری قوم نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

کانگریس کی صدارت

خلافت کمیٹی کا رخ تبدیل ہو جانے اور پھر اس کے ٹوٹ جانے پر مسلمانوں کا آپ کے مشن سے اتحاد و عمل نہ کرنے سے ناچار مولانا آزاد کو اپنی تحریک حریت کی تکمیل کے لیے کانگریس میں شمولیت اختیار کر کے برق آسا سرگرمیاں دکھانا پڑیں' ان کی سحر بیانی اور جادو نگاری نے تو پہلے ہی دوست و دشمن کو ان کا گرویدہ بنا لیا تھا' اور ان کے انداز تحریر و تکلم میں سچ مچ کچھ ایسا طلسم بھرا تھا' کہ مخالف و معاند بھی ان کا شیدا و دیوانہ بن جاتا تھا' آپ نے کانگریس کی رکنیت کیا قبول کی' اس کے متعصب راہنماؤں کے دل موہ لئے اور آخرکار ۱۹۲۳ء میں' جب کہ مولانا عمر کی ابھی پینتیسویں بہار دیکھ رہی تھی' آپ کو کانگریس کی صدارت سونپی گئی آپ اس عہدہ پر تقریباً ۲۳ سال یعنی ۱۹۴۶ء تک فائز رہے' اور حصول آزادی کے لیے اپنی زبان و قلم سے انگریز کے ساتھ ایسی چومکھی جنگ لڑی کہ اسے ہندوستان سے اپنا بوریا بستر لپیٹ کر نکلنا ہی پڑا۔

مولانا نے کانگریس میں جا کر اسلام اور اہل اسلام کو ایک لمحہ بھی فراموش نہیں کیا' اور وہاں بھی مسلمانان ہند کو وہی درس حیات اور پیام حریت دیا جو اس سے پہلے دیتے آئے تھے بلکہ ان کی سب سے بڑھ کر یہ کوشش رہی کہ مسلمان جوق در جوق کانگریس میں شامل ہو کر اس پر مکمل قبضہ کر لیں' اور ہندو اکثریت کو اس پر غلبہ نہ پانے دیں' تاکہ آنے والے حالات میں جب شاہد آزادی سے ہمکنار ہونا پڑے' تو زمام حکومت مسلمانوں ہی کے اختیار و قدرت میں ہو' اسی لیے آپ زور شور سے تحریک فرماتے رہے' کہ مسلمان بلا اختلاف عقیدہ و مسلک کانگریس کی رکنیت قبول کریں' اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں آ کر اس پر قابض ہو جائیں۔

چنانچہ مولانا کی یہ آواز "صدا بہ صحرا" ثابت نہ ہوئی' بلکہ عوام و خواص کے دل میں اتر گئی۔ چنانچہ ان کی تحریک پر لبیک کہا گیا' اور مسلمان بھی ذوق و شوق سے کانگریس کے رکن بنتے اور آزادی کی خاموش جنگ لڑتے رہے' حتیٰ کہ ہمارے قائداعظم مسٹر محمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی جناح مرحوم نہ صرف کانگریس میں شریک ہوئے' بلکہ ایک سرگرم ممبر کی حیثیت سے مصروف عمل رہے' اور ان کے علاوہ اکثر مسلمان اکابرین و راہنمایان اور علمائے اسلام نے بخوشی اس کے ممبر بن کر تحریک حریت میں خوب خوب حصہ لیا۔ قیدیں کاٹیں' مصیبتیں جھیلیں' ماریں کھائیں' چکیاں پیسیں' مشقتیں برداشت کیں' مگر جادۂ منزل سے منہ نہیں موڑا۔

مسلمانوں کی علیحدگی

کچھ مدت کے بعد حالات نے ایک اور پلٹا کھایا' مسلمان جس ذوق و شوق اور کثرت سے کانگریس میں شامل ہوئے تھے' بعض شکوک و شبہات اور بعض شدید اختلافات کی بنا پر اسی کثرت سے کانگریس کو چھوڑنے لگے' اور چند گنے چنے مسلمانوں کے سوا سب نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی' سب سے بڑا اختلاف اور شبہ جو ان کے دلوں میں پیدا ہوا یہ تھا' کہ اگر ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتحاد عمل سے آزادی جیت لی گئی' تو اہل ہنود اہل اسلام کے حقوق کو پامال کر کے رکھ دیں گے' اور حکومت میں کوئی حصہ انہیں نہیں ملے گا۔ بس یہ شبہ مسلمانوں میں ایک تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ تا آنکہ مسلمانوں کا کانگریس میں شامل رہنا ایک "جرم" قرار پا گیا۔ اور "کانگرسی" کا لفظ بطور گالی استعمال ہونے لگا۔

آزاد کی استقامت

مسلمانوں کے اس طرز عمل سے مولانا آزاد کو قلق تو بے حد ہوا لیکن انہوں نے اپنے ساتھیوں کے الگ ہونے سے اپنے مشن اور اپنے طریق کار کو پھر بھی نہیں چھوڑا' وہ یہ یقین رکھتے تھے' کہ مسلمان اگر اپنی عظمت رفتہ کو حاصل کر سکتے ہیں' تو اس کی واحد صورت یہی ہے کہ کانگریس سے وابستہ رہیں' اور اکثریت کے ساتھ متحد ہو کر کام کریں' وہ مسلمانوں کی جدائی کا دکھ تو ضرور محسوس کرتے رہے' اور ان کی غلط فہمیوں پر سرد آہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی بھرتے رہے' لیکن ان حالات میں بھی یاس و قنوط کو انہوں نے نزدیک نہیں آنے دیا۔ ہاں! انہوں نے ایک پیش گوئی ضرور فرما دی۔ اور دردناک لہجہ میں کہا:

"میری آرزو تھی کہ تمہیں محبت اور قدرت کے ان گلزاروں کی سیر کراؤں جہاں پر غنچہ کی چٹک تمہارے ہونٹوں کے تبسم کا انتظار کرے' اور ہر پھول تمہیں گلہ تنگ دامانی پر مجبور کر دے۔ مگر آہ! ناقدر شناسان حقیقت' تم نے میری آرزو کو ٹھکرایا میری صداؤں پر توجہ نہ دے کر چمن زاروں کے عوض ببولوں پر قناعت کی۔ اور ان سے ایسا دامن الجھایا جو پوری قبائے حیات کو تار تار کر کے چھوڑے گا' غرناطہ و بغداد کی تباہیاں اسپین کی بربادیاں اور لال قلعہ کی ویرانیاں تمہیں کوئی سبق نہ دے سکیں' تو اب ان حوادث کا انتظار کرو جو تمہیں زندگی کی بجائے موت کا درس دینے آئیں گے' اگر تمہارے جمود کا یہی حال رہا اور تم زمانہ کے نئے تغیر سے آنکھیں پھیر کر بیٹھے رہے' تو جس سر زمین پر آباء کے کاروان عمل پر جلال انداز سے آئے تھے تم وہاں سے قافلے بنا کر نکلو گے' اور نحوست و مصیبت تمہارے حال پر آنسو بہا کر تمہیں رخصت کرے گی' اس وقت ممکن ہے تم مجھے یاد کرو مگر میں شائد وہاں ہوں گا' جہاں سن تو سکتا ہوں مگر منہ سے کچھ بول نہیں سکتا۔" (الجمعیتہ)

مولانا کی اس حقیقت افروز پیش گوئی پر کوئی تنقید کرنا تحصیل حاصل ہے' صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ انہوں نے کس درد دل سے مسلمانوں کے تغافل کی شکایت کی ہے۔

کانگریس کے اجلاس میں مولانا آزاد کا آوازۂ حق

ہمیں مولانا آزاد کے متعلق یہ الزام سن کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ گاندھی اور نہرو کے دباؤ میں آ گئے تھے اور انہوں نے ہندوؤں کو خوش رکھنے کے لئے کانگریس سے وابستگی اختیار کر رکھی تھی۔ لیکن مقام غور ہے کہ وہ شخص جس نے اسلام کی خدمت و اشاعت' حق کی تبلیغ و حمایت اور قرآن و حدیث کی تفسیر و تدریس میں اپنی عمر عزیز صرف کر دی ہو' جس نے انگریز کی ظالم و جابر حکومت کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا ہو' اور اسی "جرم"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جیل میں جانا گوارا کر لیا ہو' وہ کس طرح گاندھی اور نہرو کا خوشامد پسند بن سکتا تھا؟ وہ کیونکر ہندوؤں کے دباؤ میں آ سکتا تھا؟ اور وہ کس طرح اسلامی افکار و نظریات ترک کر کے ہندوؤں کی ہم نوائی اختیار کر سکتا تھا؟ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ ایسا اعتراض سو فیصد غلط' سولہ آنے باطل اور فل بٹہ فل نا سمجھی پر مبنی ہے جس میں حقیقت یا صداقت کا ایک شمہ بھی نہیں۔

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ آزاد کانگریس سے وابستہ رہے اور آخر تک وابستہ رہے۔ مگر کس لئے وابستہ رہے؟ اپنی عزت' جاہ اور شہرت کے لئے نہیں' بلکہ انگریز کو باہر نکالنے کے لئے' مسلمانوں کو ان کا مقام دلانے کے لئے۔ برصغیر میں اسلام کا پرچم لہرانے کے لئے۔ تفصیلات پیچھے بیان کی جا چکی ہیں ان کے اعادے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ ابوالکلام شہرت اور جاہ کا طلبگار نہ تھا۔ شہرت اس کے گھر کی لونڈی اور جاہ اس کے ہاتھ کی چھڑی تھی۔ ابوالکلام کو کسی چیز کی ضرورت نہ تھی۔ اور اس کے برعکس سب کو ابوالکلام کی ضرورت تھی۔ ابوالکلام خوددار تھا۔ غیرت مند تھا۔ باوفا اور باحیا تھا۔ ابوالکلام زیرک' نباض' جہاندیدہ' مستقل مزاج اور استقامت کا پہاڑ تھا۔ وہ برابر اپنے نظریے پر قائم رہا۔

یہ دیکھئے ۱۹۴۴ء کو رام گڑھ میں کانگریس کا اجلاس زور و شور سے ہو رہا ہے' مولانا آزاد بحیثیت صدر اس میں شریک ہیں' مگر سنئے' کہ وہ ہندوؤں کی ترجمانی کرنے اور ہندو فلسفہ سیاست کی تشریح و توضیح کرنے نہیں گئے ہیں بلکہ سب کے دلوں میں اسلام کا سکہ بٹھانے اور اپنے بارے شکوک و اوہام کے پردے چاک کرنے تشریف لے گئے ہیں۔ آپ روح پرور خطاب کرتے ہیں اور اعلان فرماتے ہیں کہ:

> "میں مسلمان ہوں اور فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ مسلمان ہوں' اسلام کی تیرہ سو برس کی شاندار روایتیں میرے ورثہ میں آئی ہیں' میں تیار نہیں کہ اس کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی ضائع ہونے دوں' اسلام کی تعلیم اسلام کی تاریخ' اسلام کے علوم و فنون' اسلام کی تہذیب میری دولت کا سرمایہ ہے' اور میرا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کروں' بحیثیت مسلمان ہونے کے میں مذہبی و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

کلچرل دائرے میں اپنی ایک خاص ہستی رکھتا ہوں اور میں برداشت نہیں کر سکتا کہ اس میں کوئی مداخلت کرے۔" (الجمعیۃ دہلی)

اس اعلان کے ایک ایک لفظ کو پڑھئے اور غور کیجیے کہ اجلاس میں ہندو ارکان کی اکثریت ہے' اور مسلمان آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہیں' مگر مولانا آزاد یہاں اپنے عقیدے اور نظریے کی کھل کر وضاحت فرما رہے ہیں اور یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ "میں برداشت نہیں کر سکتا کہ اس میں کوئی مداخلت کرے۔" اللہ اللہ کس قدر جرأت مندی اور حق بیانی ہے۔ اب بھی اگر کوئی مولانا موصوف کے اسلام' ایمان اور اخلاص و وفا میں شبہ کرے تو یہ اس کی اپنی مرضی ہے۔ اس کے لئے سوائے دعا کے اور کیا کیا جا سکتا ہے۔

جنوری ۱۹۲۲ء میں برٹش انڈیا گورنمنٹ نے آپ کو "بغاوت" کے الزام میں گرفتار کیا۔ آپ کی یہ گرفتاری بھی کانگریس میں سرگرمیاں دکھانے کی وجہ سے عمل میں آتی ہے' پریذیڈنسی جیل علی پور (کلکتہ) میں آپ پر سنگین مقدمہ چلتا ہے' اس وقت آپ انگریز مجسٹریٹ کے رو برو جو تاریخی بیان دیتے ہیں اس میں بھی اسلام اور اس کی تعلیمات ہی کو پیش کرتے اور اسی سے اپنی حریت نواز جد و جہد کا جواز ثابت کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"ہم مسلمانوں کا جب اپنی قومی گورنمنٹوں کے ساتھ' جن کی اطاعت از روئے شرع ہم پر واجب ہے' ایسا سلوک رہا ہے' تو پھر ایک اجنبی گورنمنٹ کے کارندے ہم سے کیا امید رکھ سکتے ہیں؟ کیا ہندوستان کی "از روئے قانون" قائم شدہ گورنمنٹ ہمارے لیے اس گورنمنٹ سے بھی زیادہ محترم ہے جو از روئے اسلام واجب الاطاعت ہے؟ کیا انگلستان کی بادشاہت اور لارڈ ریڈنگ کی نیابت' عبدالملک کی خلافت اور حجاج بن یوسف کی نیابت سے بھی ہمارے لیے زیادہ مقتدر ہو سکتی ہے؟ اگر ہم اجنبی وغیر مسلم اور قومی مسلم کا عظیم الشان اور شرعی فرق بالکل نظرانداز کر دیں' جب بھی ہم سے صرف یہی امید کی جا سکتی ہے' کہ جو کچھ حجاج بن یوسف اور خالد قسری کی گورنمنٹوں کے لیے کہہ چکے ہیں' وہی کچھ چیمسفورڈ اور ریڈنگ کی گورنمنٹوں کے لیے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہیں۔ ہم نے ان سے کہا تھا' خدا سے ڈرو' کیونکہ تمہارے ظلم سے زمین بھر گئی ہے' یہی ہم آج بھی کہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنی کمزوری اور بے بسی کی وجہ سے آج ہندوستان میں جو کچھ کر رہے ہیں' وہ دراصل اپنے قومی حکمرانوں کے ظلم و جور کے لیے ہمیں بتایا گیا تھا' نہ کہ ایک اجنبی قبضہ و تصرف کے مقابلہ میں۔ اگر برٹش گورنمنٹ کے ارکان اس حقیقت کو سمجھتے تو انہیں تسلیم کرنا پڑتا' کہ مسلمانوں کے تسامح اور درگذر کی حد ہو گئی ہے' اس سے زیادہ وہ اسلام کو برطانیہ کے لیے نہیں چھوڑ سکتے' اسلام نے حکمرانوں کے مقابلہ میں دو طرح کے طرز عمل کا حکم دیا ہے' کیونکہ حالتیں بھی دو مختلف ہیں' ایک ظلم اجنبی قبضہ و تسلط کا ہے' ایک خود مسلمان حکمرانوں کا ہے' پہلے کے لیے اسلام کا حکم ہے کہ تلوار سے مقابلہ کیا جائے' دوسرے کے لیے حکم ہے کہ تلوار سے مقابلہ تو نہ کیا جائے لیکن امربالمعروف اور اعلان حق جس قدر بھی امکان میں ہو' ہر مسلمان کرتا رہے پہلی صورت میں دشمنوں کے ہاتھوں قتل ہونا پڑے گا' دوسری صورت میں ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں طرح طرح کی اذیتیں او سزائیں جھیلنی پڑیں گی۔ مسلمانوں کو دونوں حالتوں میں دونوں طرح کی قربانیاں کرنی چاہیں اور دونوں کا نتیجہ کامیابی و فتح مندی ہے۔ چنانچہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں مسلمانوں نے دونوں طرح کی قربانیاں کیں' اجنبیوں کے مقابلہ میں سرفروشی بھی کی اور اپنوں کے مقابلہ میں صبرو استقامت بھی دکھائی۔ پہلی صورت میں جس طرح ان کی جنگی جدوجہد کوئی مثال نہیں رکھتی اسی طرح دوسری صورت میں ان کی شہری جد و جہد بھی عدیم النظیر ہے۔ ہندوستان میں آج مسلمانوں نے دوسری صورت اختیار کی ہے حالانکہ مطلب ان کا پہلی حالت سے ہے' ان کے لیے جنگی جدوجہد کا وقت آ گیا تھا لیکن انہوں نے نان وائی لنس (عدم تشدد) کا فیصلہ کر کے تسلیم کر لیا ہے کہ وہ ہتھیار سے مقابلہ نہ کریں گے' یعنی صرف وہی کریں گے جو انہیں مسلمان حکومتوں کے ظلم کے مقابلہ میں کرنا چاہیے' بلا شبہ اس طرز عمل میں ہندوستان کی ایک خاص طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حالت کو بھی دخل ہے' لیکن گورنمنٹ کو سوچنا چاہیے کہ اس سے زیادہ بد نصیب مسلمان اور کیا کر سکتے ہیں؟ حد ہو گئی! کہ اجنبیوں کے ظلم کے مقابلہ میں وہ بات کر رہے ہیں' جو انہیں اپنوں کے مقابلہ میں کرنی تھی مسلمانوں کی حق گوئی کا جو نمونہ ان کی قومی تاریخ دکھلاتی ہے وہ تو یہ ہے کہ ایک جابر حکمران کے سامنے ایک حق گو انسان کھڑا ہے' اس پر الزام یہی ہے کہ اس نے حکمران کے ظلم کا اعلان کیا' اس کی پاداش میں اس کا ایک ایک عضو کاٹا جا رہا ہے۔ لیکن جب تک زبان نہیں کٹ جاتی وہ یہی اعلان کرتی رہتی ہے' کہ حکمران ظالم ہے۔ یہ واقعہ خلیفہ عبدالملک کے زمانے کا ہے' جس کی حکومت افریقہ سے سندھ تک پھیلی ہوئی تھی' تم دفعہ ۱۲۴-الف کو اس سزا کے ساتھ تول سکتے ہو۔ میں اس درد انگیز اور جانکاہ حقیقت سے انکار نہیں کرتا کہ اس انقلاب کی حالت کے ذمہ دار خود مسلمان ہی ہیں' انہوں نے اسلامی زندگی کے تمام خصائص کھو دیئے اور ان کی جگہ غلامانہ زندگی کے تمام رذائل قبول کر لیے' ان کی موجودہ حالت سے بڑھ کر دنیا میں اسلام کے لیے کوئی فتنہ نہیں۔ جب میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں تو میرا دل شرمندگی کے غم سے پارہ پارہ ہو رہا ہے' کہ اسی ہندوستان میں وہ مسلمان بھی موجود ہیں' جو اپنی ایمانی کمزوری کی وجہ سے علانیہ ظلم کی پرستش کرتے ہیں۔ لیکن انسانوں کی بدعملی سے اسلامی تعلیم کی حقیقت نہیں جھٹلائی جا سکتی۔ اسلام کی تعلیم اس کی کتاب میں موجود ہے' وہ کسی حال میں بھی جائز نہیں رکھتی کہ آزادی کھو کر مسلمان (غلامی کی) زندگی بسر کریں۔ مسلمانوں کو مٹ جانا چاہیے یا آزاد رہنا چاہیے' تیسری راہ اسلام میں کوئی نہیں۔" (الجمعیۃ)

لیجیے! مولانا پر مقدمہ چل رہا ہے' اس جرم میں کہ وہ کانگریس کے صدر اور سرگرم ورکر ہیں اور ایک کانگریسی کی حیثیت سے انگریز کے خلاف بغاوت کر رہے ہیں' لیکن مولانا اپنے بیان میں کانگریس اور ہندوؤں اور ہندوستانی قومیت کے متعلق ایک لفظ نہیں کہتے اور صرف اسلام اور اہل اسلام کی ترجمانی فرماتے ہیں' اسلامی تعلیمات کو پیش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اور اپنی بغاوت کے جواز میں شریعت اسلامیہ ہی سے دلائل دیتے ہیں۔

آزادی پانے سے بہت پہلے مسلمانوں کے دل میں ہندو اکثریت کا خوف سا پیدا ہوا' یا پیدا کیا گیا اور انہیں بزعم خود یہ محسوس ہونے لگا کہ وہ چونکہ اقلیت میں ہیں' کل کو ہندو اکثریت خدا معلوم ان سے کیا سلوک کرے۔

مولانا آزاد نے یہ کچھ سنا تو کسی مسلم اجتماع میں نہیں بلکہ ایک کانگریسی جلسے میں ہی مسلمانوں سے خطاب فرمایا اور گرج کر کہا:

"ہندو مجارٹی کے عفریت کا خوف بھی اب خدا کے لیے دل سے نکال دیجیے' یہ سب سے بڑا شیطانی وسوسہ تھا' جو مسلمانوں کے قلب میں القا کیا گیا۔ (سنو) طاقت محض تعداد پر نہیں بلکہ اور باتوں پر موقوف ہے۔ اصل شے قوموں کی معنوی قوت ہے جو اس کے اخلاقی کیریکٹر' اس کے اتحاد اور دراصل ہماری اصطلاح میں خشیت الٰہی اور اعمال حسنہ سے پیدا ہوتی ہے۔" (خطبات آزاد)

الغرض اللہ کے اس شیر نے جب بھی آواز نکالی ہے اس میں اسلام ہی کی گونج سنائی دی ہے' ایسی گونج جس سے دین حق کے دشمن کانپ اٹھتے تھے اور انہیں یہ جرأت نہ ہوتی تھی' کہ وہ اسلام اور مسلمانوں پر کوئی ہلکے سے ہلکا حملہ بھی کر سکیں۔ یہ کس قدر دلیری و جرأت مندی ہے' کہ جلسے ہوتے ہیں' غیر مسلموں کے' پھر خالص سیاسی' اور مولانا ان میں تقریریں کرتے ہیں' اسلامی اور شرعی۔ بلاتے ہیں ہندو اور خطاب کرتے ہیں مسلمانوں سے' دعوت دیتے ہیں کانگریسی اور سناتے ہیں کتاب و سنت کے احکام۔ پھر ایک ایک فقرۂ تقریر میں آیات اللہ اور حدیث رسول اللہ پڑھے جاتے اور قرآن کریم کے حوالے دیئے جاتے ہیں' غیر مسلم سامعین مبہوت رہ جاتے ہیں اور ایک لفظ زبان سے نہیں نکال سکتے۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا!

مولانا آزاد اور پاکستان!

یہ ٹھیک ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد برصغیر کی تقسیم کے سخت مخالف تھے' یہ بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درست ہے' کہ انہوں نے قائد اعظم مرحوم کے دو قومی نظریہ سے شدید اختلاف کیا یہ بھی صحیح ہے کہ وہ پاکستان کے نام کی ایک الگ مسلم سٹیٹ کا قیام بھی نہیں چاہتے تھے اور اس میں بھی کلام نہیں' کہ وہ مسلم لیگ اور اس کے لیڈروں سے بھی دلی رنجش رکھتے تھے۔

پاکستانی مسلمانوں کے دلوں میں رہ رہ کر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر جب قائد اعظم کے نظریات کے سامنے ہندوستان کے بڑے لیڈروں اور کانگریس کے بڑے راہنماؤں نے گھٹنے ٹیک دیئے' اور مسٹر گاندھی' پنڈت نہرو' اور راجندر پرشاد' راج گوپال اچاریہ' ٹنڈن پنپ ڈھیروں ایسے راہبران ہند نے شکست مان کر ہندوستان کی تقسیم منظور کر لی اور پاکستان کو تسلیم کر لیا' دو قومی نظریہ کو بھی درست سمجھ لیا اور مسلم لیگ سے بھی مفاہمت کر لی' تو مولانا آزاد کیوں ان باتوں کو نہیں مانتے تھے؟ کیا وہ کوئی انوکھے "ہندوستانی" تھے؟ اور کیا وہ سارے ہندوستانیوں سے بڑھ کر "محب وطن" تھے' کہ اپنے دیس کا ایک انچ ٹکڑا بھی مسلمانوں کے حوالے کرنے پر رضامند نہ ہوتے تھے؟ یہ سوال بظاہر بہت پیچیدہ اور بہت ٹیڑھا نظر آتا ہے۔ اور اسی سوال پر مولانا آزاد کو پاکستان میں اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا رہا' بلکہ ناروا جوش اور ناجائز طیش میں آنے والے پاکستانی تو مولانا کو جلی کٹی ہی نہیں! انہیں بے نقط مغلظات بھی سناتے رہتے تھے اور انہیں پاکستان کا بلکہ مغلوب الغضب ہو کر اسلام اور مسلمانوں کا سخت ترین "دشمن" قرار دیا جاتا تھا۔ لیکن جب کسی صاحب کو ٹھنڈے دل سے مولانا کے نظریات کو سمجھنے کی ضرورت ہو تو کتاب ہذا کے مطالعہ سے آپ کے نظریات معلوم ہو جائیں گے۔ ذرا پچھلے صفحات کو الٹ کر غور سے پڑھیے تمام اعتراضات اور الزامات کا حل موجود نظر آئے گا۔

آفتاب علم و حکمت کا غروب!

آخر ﴿ و اذا جآء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون ﴾ کا اٹل خدائی قانون نافذ ہوا' مولانا آزاد ۱۹ فروری ۱۹۵۸ء کی صبح کو فالج سے کیا بیمار ہوئے' ہندوستان اور پاکستان کی ساری ملت اسلامیہ ایک گونہ مفلوج ہو گئی' ہ ارو درمان' علاج معالجہ میں کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسر نہ چھوڑی گئی' لیکن وہی ہوا جو ازل سے مقدر تھا' آپ ۲۲ فروری ۱۹۵۸ء رات کے سوا دو بجے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور اپنے دوستوں اور دشمنوں' یگانوں اور بیگانوں سب کو روتا چھوڑ گئے۔ ﴿ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ﴾

بدل آزاد کا مشکل سے ہو گا ہم نشیں پیدا
نہیں ہوتا سدا اس شان کا ذر ثمیں پیدا

اللّٰھم اغفرلہ و ارحمہ و برد مضجعہ---- آمین یا الہ العالمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ ہائے وفات مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

دریغا وفت امام الہند آزاد   کہ بود در جہاں فضل مجسم!
بمن فرمود سالش روح پاکش   زقید ہست وجود آزاد گشتم
١٣٧٧ ہجری

ناگہاں ہاتف بگفت از روئے وصل   آہ رخصت شد مدیر الہلال
١٩٥٨ عیسوی

اے امام الہند جرأت تاجدار حریت   کائنات نیک طینت راہبر ہندوستان
٢٠١٤ بکری   ٢٠١٤ بکری
اوج ایواں اے دبیر عیش دیدہ صد دریغ   بے تکلف خاک میں جاکر ہوا تو اب نہاں
٢٠١٤ بکری   ٢٠١٤ بکری

صد دریغا اے امام الہند میر قافلہ   ابر سلامتی بر خاکش مدام باد
١٩٥٨ء   ١٩٥٨ء

اعوذ باللہ الرزاق من الشیطان الرجیم
١٩٥٨ء

بسم اللہ الاول الباسط التواب الرحمان الرحیم

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد وزیر تعلیم ہند
١٣٧٧ھ

المہیمن عنہ
١٣٧٧ھ

عطیہ
المکتبۃ الرحمانیۃ
٩٩۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر....17342....
www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر منفرد کتاب

رہبر کامل ﷺ

مع تخریج وحوالہ جات

ازمولانا عبدالمجید سوہدروی

جس کا بارھواں ایڈیشن معیاری طباعت اور تحسین وتزئین کے ساتھ طبع ہوکر مارکیٹ میں آ چکا ہے۔ کتاب ہٰذا میں سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف انیس (۱۹) حیثیتوں میں پیش کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا میں آپ کے سوا کوئی رہبر کامل نہیں۔ کتاب کا اسلوب نگارش سلیس، عام فہم اور نہایت دلکش ہے۔

اپنے قریبی بک سٹال سے خرید فرمائیں۔

مسلم پبلیکیشنز
۳۹۹/ای۔ اندرون موچی گیٹ۔ لاہور
سوہدرہ (ضلع گوجرانوالہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ